١ الاقتصاد في النفقة نصف المعيشة (بیهقی)
٢ طلب کسب الحلال فريضة بعد الفريضة

اِسلامی اقتصادی نظام

من این اکتسبه		فیما انفقه	
حلال	حرام	حلال	حرام
زراعت	سود	ذات	سود
تجارت	جوا	اولاد	جوا
دستکاری	چوری	زوجه	رشوت
وراثت	ملاوٹ	والدین	تبذیر
وصیت	خیانت	اقرباء	اسراف
ہدیہ	رشوت	وقف، ایصال ثواب	لایعنی
مویشی	گداگری	زکوۃ	منشیات
شہد	منشیات	صدقه	ناچ گانا
مچھلی	مال یتیم	قربانی	زنا
وظائف	کمی تول	حج	شراب

باہتمام: شیخ الحدیث حضرت مولانا قاری محب النبی صاحب دامت برکاتہم
مرتب: قاری حبیب الرحمٰن
ناشر: دار العلوم مدنیہ رسول پارک، H بلاک سبزہ زار، ملتان روڈ، لاہور

طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ | بیہقی | الاقتصاد فی النفقۃ نصف المعیشۃ

اسلامی اقتصادی نظام

فیما انفقہ	من این اکتسبہ
حرام — حلال	حرام — حلال

باہتمام

شیخ الحدیث حضرت مولانا قاری محب النبی صاحب دامت برکاتہم

مرتب

قاری حبیب الرحمٰن

ناشر

دارالعلوم مدنیہ، رسول پارک، ایچ بلاک، سبزہ زار، ملتان روڈ لاہور

فون نمبر:042-37832305

٭ فہرست ٭

نمبرشمار	عنوانات	صفحہ	نمبرشمار	عنوانات	صفحہ
1	صفات الٰہی	6	20	ہدیہ	16
2	تسخیر کائنات	6	21	تفاوت رزق	17
3	ضروریات ثلاثہ	7	22	**حرام**	18
4	قدرت الٰہی	7	23	کسب حرام کے ذرائع	19
5	شوق معاش	7	24	سود	19
6	مقصد حیات	8	25	جوا	20
7	بے کاری	8	26	چوری، ڈکیتی	21
8	ذم السوٴال	8	27	ملاوٹ، دھوکہ	21
9	عطاء رزق	9	28	خیانت	22
10	**حلال**	10	29	رشوت	22
11	کسب حلال کے ذرائع	11	30	منشیات	22
12	دست کاری	11	31	مال یتیم	22
13	تعاون وتناصر	12	32	**فاسد اصول تجارت**	23
14	تجارت	12	33	ماپ تول میں کمی	23
15	زراعت	13	34	ملامسة	23
16	مویشی	14	35	منابذۃ	23
17	شہد	15	36	بیع حصاۃ	23
18	مچھلی	15	37	ذخیرہ اندوزی	24
19	وراثت	15	38	تسعیر	24

نمبرشمار	عنوانات	صفحہ	نمبرشمار	عنوانات	صفحہ
39	خِلابہ	24	60	قرض	33
40	تناجش	24	61	عاریت	33
41	بیع پر بیع	25	62	ہدیہ	34
42	**انفاق**	25	63	وقف فی سبیل اللہ	34
43	ذات	25	64	ایصال ثواب	34
44	اہل وعیال	26	65	وصیت	35
45	والدین	26	66	وراثت	35
46	رشتہ دار	26	67	مال نعمت الٰہی ہے	35
47	پڑوسی	26	68	اصل مال	36
48	زکوٰۃ	27	69	تنعم	36
49	مصارف زکوٰۃ	27	70	فقر پسندی	37
50	مال زکوٰۃ	28	71	اقتصاد واعتدال	38
51	نصاب زکوٰۃ	28	72	مالی افراط وتفریط	39
52	مقدارِ زکوٰۃ	28	73	اسراف وتبذیر	39
53	وقت زکوٰۃ	28	74	لایعنی	40
54	اکتناز	29	75	اضاعۃ مال	40
55	انفاق فی سبیل اللہ	30	76	بخل	41
56	شرائط قبولیت صدقہ	31	77	حرص	42
57	صدقۃ الفطر	31	78	قناعت	42
58	قربانی	32	79	سادگی	43
59	حج	32	80	ایثار	43

نمبرشمار	عنوانات	صفحہ	نمبرشمار	عنوانات	صفحہ
81	وسیلۂ رزق	44	99	عشور	54
82	رشک بر کافر	45	100	اموال فاضلہ	54
83	تحقیر دنیا	46	101	معادن، دفائن، خزائن	54
84	دعاء و درخواست	46	102	ضرائب	54
85	محاسبہ واحتساب	48	103	صدقات	54
86	**ملکی نظام معیشت**	49	104	**مصارف بیت المال**	55
87	امیر	49	105	مردم شماری	55
88	شوریٰ	50	106	وظائف وتنخواہ	55
89	بیت المال	50	107	**توسیع وسائل معیشت**	57
90	**حکومتی آمدن**	51	108	زراعت	57
91	زکوٰۃ	51	109	بنجر زمین	58
92	عشر	51	110	آب پاشی	58
93	نصف عشر	51	111	تجارت	59
94	مویشی	52	112	صنعت وحرفت	59
95	خراج	52	113	سکہ	59
96	جزیہ	53	114	تعاون وتناصر	60
97	فئی	53	115	اقتصادی نظاموں کا موازنہ	60
98	خمس غنائم	53	116	مآخذ	64

✻ ...... ✻ ...... ✻

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ○

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاتَمِ الۡاَنۡبِيَآءِ وَالۡمُرۡسَلِيۡنَ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖٓ اَجۡمَعِيۡنَ۔ اَمَّا بَعۡدُ! اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہیں۔انہوں نے دنیا کا نظام چلانے کے لیے اسباب پیدا فرمائے،انسانی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے مال و دولت کو پیدا فرمایا، انسان کے دل میں اس کی محبت ڈالی،اس کے حصول کے طریقے بتلائے،اپنی حکمت کے مطابق اختیار بھی دیا اور آزمائش کے لیے حلال وحرام کا علم بھی دیا اور یہ حکم بھی دیا کہ حلال کو لیا جائے اور حرام کو چھوڑا جائے۔انسانی کسب پر اپنی حکمت کے مطابق خرچ کرنے کا حکم بھی صادر فرمایا اور مصارف مال بھی بتائے نیز اس صلاحیت اور علم کے بارے میں روز قیامت کے مواخذے کے متعلق بھی ابھی سے بتلا دیا کہ ہر انسان سے مالیات بارے دو سوال ہوں گے: پہلا سوال مِنۡ اَيۡنَ اكۡتَسَبَهٗ؟ اور دوسرا سوال فِيۡمَا اَنۡفَقَهٗ؟ ہوگا کہ مال کہاں سے کمایا اور کس طرح خرچ کیا؟

اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے۔ولادت سے وفات تک زندگی کے ہر ہر مرحلے کی رہنمائی کرتا ہے۔مالیات ومعاشیات کی رہنمائی بھی اس کی تعلیمات میں موجود ہے کہ انفرادی اعتبار سے ہر فرد اور اجتماعی اعتبار سے پورا ملک اپنا اقتصادی نظام کیسے چلائے؟ آئندہ اوراق میں یہی بات تحریر کی گئی ہے۔

استاذ محترم حضرت مولانا قاری محبّ النبی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے حکم پر حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''اسلام کا اقتصادی نظام'' کا خلاصہ تحریر کیا گیا ہے۔ مولانا موصوف کی مایہ ناز کتاب اور اس موضوع کی دیگر مطولات میں تفصیل موجود ہے: مَنۡ شَآءَ فَلۡيُرَاجِعۡ۔

تو خود حدیث مفصل بخواں ازیں مجمل

نیز اس تحریر میں اسلامی اقتصادی نظام اور دیگر اقتصادی نظاموں کا اختصار کے ساتھ موازنہ کیا گیا ہے کہ جَآءَ الۡحَقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ کا مصداق ہو جائے۔اللہ تعالیٰ ہمیں مالیات ومعاشیات کے بارے میں قرآن وحدیث اور تعامل صحابہ کے مطابق عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین۔

حبیب الرحمٰن غفرلہ

3 ربیع الثانی 1447ھ بمطابق 27 ستمبر 2025ء بروز ہفتہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

اسلامی اقتصادی نظام

صفاتِ الٰہی

اللہ جل شانہٗ ہر چیز کے خالق ہیں۔ اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیۡءٍ (سورۃ الزمر: 62) ''وہ صرف خالق کائنات نہیں بلکہ اس کے مالک بھی ہیں۔''

لِلّٰہِ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ (سورۃ الشوریٰ: 49) ''اللہ کا راج ہے آسمانوں میں اور زمین میں''

قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الۡمُلۡکِ (سورۃ آلِ عمران: 26) ''اے پیغمبر! کہہ دیجئے مالک سلطنت کے''

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ○ (سورۃ الفاتحہ: 1) ''اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کے پروردگار ہیں''

وَھُوَ رَبُّ کُلِّ شَیۡءٍ (سورۃ الانعام: 164) ''وہی ہے رب ہر چیز کا''

وہی رازق بھی ہیں اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ ذُوالۡقُوَّۃِ الۡمَتِیۡنُ○ (سورۃ الذاریات: 58) ''اللہ جو ہے وہی ہے روزی دینے والا اور مضبوط''

اللہ تعالیٰ انسان کے بھی خالق ہیں اِنَّا خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ (سورۃ الدھر: 2) ''ہم نے بنایا آدمی کو''

تسخیر کائنات

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قبل اجتماعی طور پر اور ہر انسان کی ولادت سے قبل انفرادی اعتبار سے انسان کی عمومی حاجات وضروریات کو پہلے پیدا کر دیا۔ زمین وآسمان، پانی وہوا وغیرہ کی تخلیق پہلے ہوئی۔ انسان کے دنیا میں آتے ہی ان تمام چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے انسان کے کام میں لگا دیا:

وَسَخَّرَ لَکُمۡ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا مِّنۡہُ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ○ (سورۃ الجاثیہ: 13)

''اور کام میں لگا دیا تمہارے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں، سب کو اپنی طرف سے۔ اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے واسطے جو دھیان کرتے ہیں۔''

جب اس منعم حقیقی اور محسن علی الاطلاق نے ان عظیم الشان مخلوقات کو انسان کی خدمت میں لگایا تو انسان کو بھی چاہیے کہ وہ اللہ کی اطاعت میں لگے۔

یاد رہے کہ مذکورہ اشیا کو اللہ تعالی نے انسان کی خدمت میں تو لگایا لیکن ان پر قبضہ وتسلط نہیں دیا ورنہ دنیا میں فساد برپا ہو جاتا۔

ضروریات ثلاثہ

اللہ تعالی نے روز اول سے تخلیق انسانی کے مراحل کے ساتھ ساتھ اس کی تربیت کی اور اس کی حاجات وضروریات کو پورا کیا۔ تین جسمانی ضروریات (خوراک، لباس، رہائش) میں سے پہلی ضرورت (خوراک) کو عجیب انداز میں اس وقت پورا کیا جب وہ شکم مادر میں جنین تھا۔ ولادت کے بعد والدین کے دل میں محبت ڈال کر تینوں ضروریات کو پورا کروایا۔

قدرت الٰہی

اللہ تعالی اس بات پر قادر ہیں کہ وہ بغیر اسباب کی ضروریات کو پورا کر سکتے ہیں اور جسم کی نشونما کر سکتے ہیں۔ اصحاب کہف کی ایسی ضروریات کو سینکڑوں سال تک پورا کیا۔ وہ اس بات پر بھی قادر ہیں کہ بغیر اسباب کے اشیاء ضرورت مہیا کر دیں جیسے وادی تیہ میں بنی اسرائیل کی ضروریات کو پورا کیا۔ حضرت مریم علیہا السلام کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کو بے موسمی پھل عطا فرمائے۔ وہ ہر ہر انسان کے ساتھ ایسا معاملہ کر سکتے ہیں لیکن اپنی حکمت کے تحت اپنے خلیفہ (انسان) کی حاجات وضروریات کو اسباب کے ذریعہ سے پورا کروایا، اس میں بھی انسان کی آزمائش ہے کہ وہ اسباب میں ہی الجھ کر رہ جاتا ہے یا اس کی نظر مسبب الاسباب سے ایک لحظہ و لمحہ نہیں ہٹتی۔

شوق معاش

بچپن، لڑکپن اور قرب جوانی تک (بعض خطوں میں اس کے بعد تک) ضروریات کو والدین کے ذریعے پورا کرایا پھر جسمانی وعقلی قوت دے کر اس کے دل میں اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کا شوق ڈالا اور حصول مال کے گر سکھائے۔

انفرادی اعتبار سے ہر شخص کے دل میں تکویناً اسی ذریعہ معاش کا شوق ڈالا جو اس کے موزوں ومناسب تھا حتیٰ کہ خاکروب بھی اپنے کام میں شاداں وفرحاں ہوتا ہے اور بعض دفعہ دوسرے کام کو ناپسند کرتا ہے۔ روزگار کا یہ تنوع تکوینی ہے۔ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ○ (سورۃ الروم: 32) ''ہر فرقہ جو اس کے پاس ہے، اس پر نازاں (اور فریفتہ) ہے۔''

اگر یہ کام ہر انسان پر انفرادی اعتبار سے یا حکومتوں پر چھوڑ دیا جاتا تو نظام عالم میں توازن برقرار نہ رہتا۔ اگر کبھی ایسا ہو جائے تو اسلامی حکمران کا یہ فرض ہے کہ وہ راجح ومرجوح کا فیصلہ کرے اور غیر طبعی وغیر مفید کسب واکتساب سے روکے۔

مقصد حیات

انسان کا مقصد حیات معاش نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبدیت ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ○ (سورۃ الذاریات:56) ''اور میں نے جو بنائے جن اور آدمی، سو اپنی بندگی کو۔''

مال ومعاش انسان کی ضرورت ہے لیکن اگر یہی ضرورت مقصد حیات کے حصول میں حائل ہو یا اسے زائل کر دے تو پھر وہ متاع الغرور، فتنہ اور عدو ہے۔ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ○ (سورۃ الحدید:20) ''اور نہیں زندگانی دنیا کی مگر پونجی دغے کی۔''

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (سورۃ التغابن:15) ''تمہارے مال اور تمہاری اولاد یہی ہیں جانچنے کو۔''

بے کاری

اسلام میں سستی، کاہلی اور بے کاری اور دوسروں کے آگے دست سوال دراز کرنا ناپسندیدہ عمل ہے۔ ''خانہ خالی را دیو مے گیرد'' (خالی گھر میں دیو بسیرا کرتا ہے)۔ بے کار انسان شیطنت میں پڑتا ہے۔ معاش کے اعتبار سے انسان کو یہی تعلیم دی گئی کہ ذریعہ معاش سے مال خود بھی لے اوروں کو بھی دے۔

ذم السؤال

قرآن وحدیث میں مطلقاً مانگنے اور بالخصوص لپٹ کر مانگنے سے منع کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا (سورۃ بقرۃ: 273) ''یعنی صدقہ انہیں دیا جائے جو لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے''

نیز احادیث میں درج ذیل رہنمائی ملتی ہے **لَاتَلْحفُوْا فِی الْمَسْأَلَة**(مسلم)''لپٹ کر نہ مانگو''

اَلْيَد الْعُلْيا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى (متفق علیہ)''دینے والا ہاتھ'' لینے (مانگنے) والے ہاتھ سے بہتر ہے۔''

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى ...... كَرِهَ لَكُمْ ...... كَثْرَةُ السُّؤَالِ (متفق علیہ)''اللہ تعالیٰ کو بہت مانگنا پسند نہیں'' **وَلَا فتح عبد باب مسألةالافتح اللّٰه عليه باب فقر** (ترمذی) ''جس نے بھیک کا دروازہ کھولا، اللہ تعالیٰ اس پر فقر کا دروازہ کھولتے ہیں۔''

مَنْ تكفل لی ان لا يسأل النَّاس شيئا اتكفل له الْجَنَّة(ابوداؤد، ترمذی) ''جو مجھے لوگوں سے سوال نہ کرنے کی ضمانت دے، میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں''

مَنْ سأل النَّاس تكثرا فَاِنَّمَا يسأل جمرا (مسلم)''جو محض جمعِ مال کے لیے مانگتا ہے، وہ آگ کا انگارہ مانگتا ہے۔''

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بار بار سوال کرنے پر فرمایا **اِنَّ هٰذَا الْمَال خضر حُلو فَمَنْ اخذه بسخاوة نفس بورک له فيه وَمَنْ اخذه باشراف نفس لم يبارک له فيه** (متفق علیہ)''یہ مال سرسبز (دلچسپ) شیریں ہے۔ جس نے اسے بے رغبتی (بغیر لالچ) سے لیا، وہ اس کے لیے بابرکت ہے اور جس نے لالچ سے لیا، وہ اس کے لیے بے برکت ہے۔''

لان يحتطب احدكم حزمة على ظهره خير له من ان يسأل احدًا (بخاری)''کسی شخص کا لکڑی کا گٹھا پشت پر لادنا (مزدوری کرنا) مانگنے سے بہتر ہے۔''

اگر مانگنا نہ گزیر ہو تو پھر حکمران سے مانگے کیونکہ بیت المال میں اس کا حق ہے۔...... **اِلَّا اَنْ يَّسأل الرجل سلطانًا** (ترمذی) یہ طلب حق ہے بھیک نہیں ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ **وَاِنْ كُنْت لابد فسئل الصالحين** (ابوداؤد)''اور اگر مجبوری ہو تو نیک بندوں سے مانگو۔''

عطاءرزق

اللہ تعالیٰ رزاق ہیں۔ **وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا**(سورة ھود:6)''اور کوئی نہیں چلنے والا زمین پر مگر اللہ پر ہے اس کے ذمے روزی۔'' وہ بغیر اسباب کے رزق (مال) عطا فرمانے پر قادر ہیں جیسا کہ وارث کو مورث کا مال کسی محنت کے بغیر عطا فرماتے ہیں لیکن قابل

کسب واکتساب کو کمانے کا حکم دیتے ہیں۔انسان کو عقلی وفکری اور جسمانی قوت وطاقت سے آراستہ کر کے مال کمانے کی رہنمائی کرتے ہیں۔

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِى الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ (سورۃ الاعراف: 10) ''اور ہم نے تم کو جگہ دی زمین میں اور مقرر کر دی اس میں تمہارے لیے روزیاں۔''

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِى الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ (سورۃ الجمعہ: 10) ''پھر جب تمام ہو چکے نماز تو پھیل پڑو زمین میں اور ڈھونڈو فضل اللہ کا۔''

بعض علماء نے اسی آیت سے استنباط کیا ہے کہ ابتغاء رزق بعد الجمعہ باعث برکت ہے نیز تلاش رزق کا اس میں حکم دیا گیا ہے۔

وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا۝ (سورۃ النباء: 11) ''اور ہم نے بنایا دن کمائی کرنے کو۔''

❋ حلال ❋

اللہ تعالیٰ نے صرف کمانے کا حکم نہیں دیا بلکہ کسب وطلب حلال وطیب کا حکم فرمایا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا (سورۃ المؤمنون: 51) ''اے رسولو! کھاؤ ستھری چیزیں اور بھلے کام کرو۔''

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا (سورۃ البقرۃ: 168) ''اے لوگو! زمین کی چیزوں میں سے حلال پاکیزہ کھاؤ۔''

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ (سورۃ البقرۃ: 172) ''اے ایمان والو! کھاؤ پاکیزہ چیزیں جو روزی دی ہم نے تم کو۔''

وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا (سورۃ المآئدۃ: 88) ''اور کھاؤ اللہ کے دیے ہوئے میں سے جو چیز حلال پاکیزہ ہو۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے طَلَب كَسب الْحَلَال فَرِيْضَة بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ (بیہقی) ''حلال کمائی کو تلاش کرنا (ایک) فرض کے بعد (دوسرا) فرض ہے۔'' یعنی باقی فرائض کی طرح یہ بھی ایک فرض ہے۔

طَلَبُ الْحَلَال وَاجِب عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ (طبرانی) ''تلاش حلال ہر مسلمان پر واجب ہے۔''

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یحب ان یری عبدہ یسعی فی طلب الحلال (طبرانی)
''بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ وہ اپنے بندے کو تلاش حلال میں کوشاں دیکھیں۔''

کسب حلال کے ذرائع

حلال کو ان ہی ذرائع سے طلب کرنا چاہیے جو اللہ تعالیٰ نے اس کی تحصیل کے لیے مقرر کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حلال وحرام کا معیار لوگوں کے ہاتھ میں نہیں دیا بلکہ اپنے اختیار میں رکھا لہٰذا انہی کی اطاعت میں صلاح وفلاح ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل وفکر دی، جسمانی طاقت دی کہ ان کو بروئے کار لاکر قوانین الٰہی کے مطابق ذرائع معاش کو حاصل کرے۔ کسب حلال کے ذرائع درج ذیل ہیں:

دستکاری

دستکاری کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود اس کی تعلیم کا اہتمام فرمایا۔

وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ○ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ (سورۃ سبا: 10، 11) ''اور نرم کر دیا ہم نے اس (حضرت داؤد علیہ السلام) کے آگے لوہا کہ بنا زرہیں کشادہ اور اندازے سے جوڑ کڑیاں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے **مَا اَكل اَحد طَعَاما قَط خَيْرًا من ان يَأْكل من عمل يده وَاَن نبی اللّٰه دَاوٗد عَلَيْهِ السَّلام كَانَ يَأْكل مِنْ عَمل يده** (بخاری) یعنی ''کسی نے بھی کوئی کھانا اس سے بہتر نہیں کھایا کہ اپنے ہاتھوں کی محنت سے کما کر کھائے اور اللہ تعالی کے پیغمبر داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے کام کر کے کھاتے تھے۔''

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کونسی کمائی زیادہ پاکیزہ ہے؟ **اَیُّ الْكَسب اَطْيب؟ قَالَ عَمل الرَّجل بِيَدِه** ...... (احمد) ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی کا اپنے ہاتھ سے کوئی کام کرنا۔''

كَانَ زَكَرِيَّا عَلَيْهِ السَّلَام نَجَّارًا (مسلم) ''زکریا علیہ السلام بڑھئی (ترکھان) تھے۔'' ایسے ہی حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی بنائی۔

كَانَ اِدْرِيْس عَلَيْهِ السَّلَام خَيَّاطًا (مستدرک حاکم) ''حضرت ادریس علیہ السلام درزی تھے۔''

ملوں اور کارخانوں کے ذریعہ اب دستکاری والے کام اور صنعت وحرفت بڑے پیمانے پر کی جاتی ہے۔

تعاون وتناصر

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى(سورۃ المآئدۃ:2)''اور آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر۔''

اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس احتیاج سے پاک ہے۔مخلوق، بالخصوص انسان محتاج ہے۔ولادت سے وفات تک محتاج ہے حتیٰ کہ مرنے کے بعد کفن دفن، قبر کا بلکہ دعاء مغفرت اور ایصال ثواب کا محتاج ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت میں ایک حکیمانہ فیصلہ فرمایا جس میں نظام عالم کی روح ہے۔دنیا کا پورا نظام باہمی تعاون وتناصر پر قائم ہے، اکیلا انسان خواہ کتنا ہی عقلمند، زور آور، مالدار، ذہین وفطین کیوں نہ ہو، تنہا حوائج وضروریات زندگی کو پورا نہیں کرسکتا۔

غذا کے اُگانے سے لباس تک ایسے ہی رہائش اور ہر شعبہ ہائے زندگی میں محتاج ہے۔

غریب پیسے کا، غنی و مالدار محنت کا، تاجر گاہک کا اور گاہک تاجر کا محتاج ہے۔

آنچہ شیراں را کند روبہ مزاج   احتیاج ست احتیاج ست احتیاج

فریضہ کسب حلال وطیب کی ادائیگی میں بھی انسان دوسرے انسان کا بالخصوص محتاج ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے سب کو دیگر فرائض کی ادائیگی کی طرح اس میں بھی تعاون وتناصر کا حکم دیا۔صرف کسب میں ہی نہیں بلکہ انفاق میں بھی یہی حکم ہے۔گزشتہ وآئندہ اوراق کے متعلق اسی زریں اصول کو ذہن نشین کرلینا چاہیے۔

تجارت

کسب حلال وطیب کے ذرائع میں سے تجارت بہت اہم ذریعہ ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَـكُمْ بَيْنَـكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً(سورۃ النساء:29)''نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس میں ناحق مگر یہ کہ تجارت ہو آپس کی خوشی سے۔''

وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ(سورۃ الجمعہ:10)''اور ڈھونڈو فضل اللہ کا۔''اس میں ترغیب تجارت ہے کیونکہ اس کے شان نزول میں ایک تجارت کا واقعہ ہے۔

وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ(سورۃ البقرۃ:275)''اور اللہ تعالیٰ نے سوداگری کو حلال کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: اَلتَّاجِرُ الصَّدُّوْقُ الْاَمِيْنُ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآء (ترمذی) ''سچا اور امین تاجر نبیوں، صدیقوں اور شہدا کے ساتھ ہوگا۔''

اَلتَّاجِرُ الصَّدُّوْقُ تَحْتَ ظِلِّ الْعَرْشِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (ترغیب) ''روزِ قیامت سچا تاجر عرش کے سایہ میں ہوگا۔''

قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الْكَسْب اَطيب؟ قَالَ ...... وَكل بَيْع مَبْرُوْر (احمد) ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کون سی کمائی زیادہ پاکیزہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر بیع مبرور۔'' بیع مبرور وہ ہوتی ہے جو احکام شریعت کے عین مطابق ہو۔

زراعت

کسب حلال وطیب میں زراعت کا بہت بڑا کردار ہے اور اسی سے انسان کی سب سے پہلی ضرورت (خوراک) پوری ہوتی ہے۔ وسائل معیشت میں زمین اور کاشتکار اہم وسیلہ ہیں۔ معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی طرح ہے۔

وَكَانَ اٰدَمُ حَرَّاثًا (مستدرک حاکم) ''اور آدم علیہ السلام کاشتکار تھے۔''

اللہ تعالیٰ نے زمین کو انسان کے لیے مسخر کر دیا ہے۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ (سورۃ الحج: 65) ''تو نے نہ دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے بس میں کر دیا تمہارے جو کچھ زمین میں ہے۔''

زراعت اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ○ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ○ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ○ (سورۃ الواقعہ: 63 تا 65) ''بھلا دیکھو تو جو تم بوتے ہو، کیا تم کرتے ہو اس کو کھیتی یا ہم ہیں کھیتی کر دینے والے۔ اگر ہم چاہیں تو کر ڈالیں اس کو روندا ہوا گھاس پھر تم سارے دن رہو باتیں بناتے۔''

فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ (سورۃ البقرۃ: 22) ''پھر نکالے اس میں سے میوے تمہارے کھانے کے واسطے۔'' يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ (سورۃ النحل: 11) ''اُگاتا ہے تمہارے واسطے اس (پانی) سے کھیتی۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کاشتکاری کی ترغیب دی۔ اسے کار ثواب قرار دیا۔ فرمایا مَنْ كَانَتْ لَهٗ اَرْض فَلْيَزْرَعهَا اَوْ لِيَمْنِحهَا اَخَاهُ فَاِنْ اَبى فَلْيُمْسِک اَرْضَهٗ (متفق علیہ) ''جس کے پاس زمین ہو، وہ اس میں کاشت کرے یا اپنے بھائی کو کاشتکاری کے لیے

دے، اگر وہ دونوں کام نہیں کرتا تو اپنی زمین لیے بیٹھا رہے۔'' (آخری جملے میں اظہار ناگواری ہے)

مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يَغْرِس غَرْسًا اَوْ يَزْرِع زَرْعًا فَيَأْكل مِنْهُ طَيرٌ اَوْ اِنْسَان اَوْ بَهِيْمَة اِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَة (متفق علیہ) ''جب کوئی مؤمن درخت لگائے یا کھیتی باڑی کرے پھر اس میں پرندہ یا انسان یا کوئی جانور کھائے تو اس کے لیے صدقہ ہوگا۔'' بعض روایت میں **اِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ** کہ قیامت تک (درخت) صدقہ ہے۔

وَفِیْ رِوَايَة وَمَا سرقَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَة ''اور اگر اس میں کچھ چرایا جائے تو بھی صدقہ ہے۔'' چونکہ کاشتکاری ذریعہ رزق مخلوق ہے، اس لیے باعث اجر ہے اگر چہ تجارتی نیت سے ہو۔

اُطْلُبُوا الرِّزْق فِی خبايَا الْاَرْض (ابویعلیٰ) ''رزق کو زمین کی پہنائیوں میں تلاش کرو۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود مقام جرف میں کاشتکاری کی ہے۔ **وَازْدرع رَسُوْل اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَاٰلِهٖ وسلم بِالْجُرْف** (مبسوط)

مویشی

مویشی بھی اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے۔ یہ حمّال، ذریعۂ زینت و جمال، باعث اکل حلال اور کسب مال ہیں۔

وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ (سورۃ النحل:5) ''اور تم کو ان سے عزت (خوبصورتی) ہے۔''

لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً (سورۃ النحل:6) ''تاکہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لیے۔''

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ○ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ○ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ○ (سورۃ یٰسں: 71 تا 73) ''کیا نہیں دیکھتے وہ کہ ہم نے بنا دیے ان کے واسطے اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی چیزوں سے چوپائے پھر وہ ان کے مالک ہیں اور عاجز کر دیا ان کو ان کے آگے پھر ان میں کوئی ہے ان کی سواری اور کسی کو کھاتے ہیں اور ان کے واسطے چارپایوں میں فائدے ہیں اور پینے کے گھاٹ پھر کیوں نہیں شکر کرتے۔''

وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ (سورۃ النحل:7) ''اور اٹھا لے چلتے ہیں بوجھ تمہارے۔''

مویشی سواری کے کام آتے ہیں، بوجھ اٹھاتے ہیں، ان کا گوشت کھایا جاتا ہے، دودھ پیا جاتا ہے۔ اون، بال، کھال اور ہڈی سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے پھر ان مذکورہ اشیاء سے تجارت کر کے مال

حاصل کیا جاتا ہے جو کسب معاش کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ سارا سال بالعموم اور قربانی و حج کے موقع پر بالخصوص ان سے فوائد حاصل کیے جاتے ہیں۔

شہد

کسب مال کے لیے شہد بھی ایک ذریعہ ہے جو اللہ مفت عطا فرماتے ہیں۔ زراعت کی طرح اس میں بھی تھوڑی محنت کر کے بہت سا منافع کمایا جا سکتا ہے۔ پہلے زمانہ میں لڑکی کو جہیز میں زیور وغیرہ کے ساتھ شہد کی مکھی (ملکہ) دی جاتی تھی کہ لڑکی شہد بیچ کر مال حاصل کر سکے۔

وَاَوۡحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحۡلِ اَنِ اتَّخِذِیۡ مِنَ الۡجِبَالِ بُیُوۡتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعۡرِشُوۡنَ○ ثُمَّ کُلِیۡ مِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسۡلُکِیۡ سُبُلَ رَبِّکِ ذُلُلًا یَخۡرُجُ مِنۡ بُطُوۡنِهَا شَرَابٌ مُّخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُهٗ فِیۡهِ شِفَآءٌ لِلنَّاسِ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ○ (سورۃ النحل: 68، 69) ''اور حکم دیا تیرے رب نے شہد کی مکھی کو کہ بنائے پہاڑوں میں گھر درختوں میں اور جہاں لوگ چھتریاں بناتے ہیں پھر کھا ہر طرح کے میووں سے پھر چل اپنے رب کی راہوں میں جو صاف پڑے ہیں۔ نکلتی ہے ان کے پیٹ میں سے پینے کی چیز جس کے مختلف رنگ ہیں۔ اس میں لوگوں کے مرض اچھے ہوتے ہیں۔ اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو دھیان کرتے ہیں۔''

مچھلی

کسب مال کا ایک بہت بڑا ذریعہ مچھلی بھی ہے۔ یہ بھی مفت یا تھوڑی محنت سے ملتی ہے **وَهُوَ الَّذِیۡ سَخَّرَ الۡبَحۡرَ لِتَاۡکُلُوۡا مِنۡهُ لَحۡمًا طَرِیًّا** (سورۃ النحل: 14) ''اور وہی ہے جس نے کام میں لگا دیا دریا کو کہ کھاؤ اس میں سے گوشت تازہ۔'' اس زمانے میں دنیا کے بڑے کاروبار میں سے ایک ہے۔

وراثت

ملکیت مال کے بعض اسباب اختیاری ہوتے ہیں جیسے تجارت، زراعت سے مال ملتا ہے اور بعض اسباب غیر اختیاری ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک میراث بھی ہے۔ یہ ایک جبری ملک ہے۔ میراث غیر اختیاری ہے۔ وارث و مورث کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ خواہ مخواہ یہ ملکیت مال ایک سے دوسرے کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ مورث دینا نہ چاہے، وارث لینا نہ چاہے تب بھی ان کی مرضی نہیں چلتی بلکہ اللہ کی مرضی چلتی ہیں کیونکہ یہ سامان و مال اللہ تعالیٰ کا ہے جو انسان کو مستعار عطا کیے گئے۔

زندگی میں اختیار تصرف دیا کہ جہاں چاہے، خرچ کرے حتیٰ کہ ثلث مال میں بعد الموت کے لیے وصیت کرلے اور اپنا دل خوش کرلے لیکن مرنے کے بعد وہ اختیار لے لیا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (سورۃ البقرۃ: 284) ''اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (سورۃ آلِ عمران 180) ''اور اللہ وارث ہے آسمانوں اور زمین کا۔''

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ (سورۃ النسآء: 11) ''حکم کرتا ہے تم کو اللہ تمہاری اولاد کے حق میں۔''

انسان کو بتلا دیا گیا کہ یہ مال اور ساز و سامان اللہ تعالیٰ کا تھا، اس کا ہے اور اسی کا ہی رہے گا۔ تھوڑے عرصے کے لیے اسے استعمال کے لیے دیا گیا۔ وہ خالی ہاتھ آیا تھا اور خالی ہاتھ چلا جائے گا البتہ اسے زندگی میں بتلا دیا گیا کہ جو مال تو نے محنت مشقت سے خون پسینہ ایک کر کے کمایا تھا، وہ تیرے ہی رشتہ داروں کو ملے گا تا کہ اسے تسلی اور تشفی ہو (انبیاء کرام اس سے مستثنیٰ ہیں)

نیز یہ بھی کہ وراثت میں اسے صدقے کا ثواب ملے گا۔

اِنَّکَ لَنْ تنفق نفقَة يَبْتَغِيْ بِهَا وَجه اللّٰه اِلَّا اجرت فِيْهَا (متفق علیہ)

''تم اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے جتنا بھی خرچ کرو گے، اس کا ثواب ضرور پاؤ گے۔'' بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرمایا: **اِنَّکَ انْ تَذر ورثتک اغنياء خير من ان تذرهم عالة يتكففون الناس** (متفق علیہ) ''تمہارا اپنی اولاد کو مالدار چھوڑ جانا اس سے بہتر ہے کہ ان کو نادار چھوڑ جاؤ اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے رہیں۔''

ہدیہ

بلا محنت مال و سامان ملنے کا ایک ذریعہ ہدیہ بھی ہے۔ ایک دوسرے کو ہدیہ دینے کی ترغیب دی گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: **تَهَادُوْا تَحَابُوْا** (مسند ابویعلیٰ) ''آپس میں ہدیہ دیا کرو، محبت کو بڑھاؤ۔''

كان البنى صلى الله عليه وسلم يقبل الهدية و يثيب عليها.

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے تھے اور اس کے جواب میں خود بھی ہدیہ عطا فرماتے تھے۔ (بخاری)

تفاوتِ رزق

اللہ تعالیٰ نے کسب معاش کا حکم دیا ہے لیکن یہ بھی فرما دیا کہ ملے گا اتنا جتنا ہم چاہیں گے وہ امر تکوینی کے مطابق کسی کو زیادہ اور کسی کو کم عطا فرماتے ہیں، دنیا کا نظام اسی طرح ہی چل سکتا ہے۔ اگر سب غریب ہوتے یا سب امیر ہوتے تو کوئی کسی کے کام نہ آتا بالخصوص جب سب امیر ہوتے۔

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَیَقْدِرُ لَهٗ (سورۃ سبا: 39) ''اے پیغمبر! آپ فرما دیجیے کہ میرا رب کشادہ کر دیتا ہے روزی جس کو چاہے اپنے بندوں میں اور ماپ کر دیتا ہے۔''

نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَهُمْ مَّعِیْشَتَهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِیًّا (سورۃ الزخرف: 32) ''ہم نے بانٹ دی ہے ان میں روزی ان کی دنیا کی زندگانی میں اور بلند کر دیے درجے بعض کے بعض پر تا کہ ایک دوسرے سے کام لیتا رہے (اور عالم کا نظام قائم رہے)۔''

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَلٰكِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرٌ بَصِیْرٌ ۝ (سورۃ الشوریٰ: 27) ''اور اگر پھیلا دے اللہ روزی اپنے بندوں کو تو دھوم اٹھا دیں ملک میں (یعنی شرارت کرنے لگیں) لیکن اتارتا ہے ماپ کر جتنی چاہتا ہے۔ بے شک وہ اپنے بندوں کی خبر رکھتا ہے، دیکھتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت و مصلحت کے تحت تکویناً کسی کو مرد، کسی کو عورت، گورا و کالا، بلند و پست، تندرست و بیمار، ذہین و کند ذہن، حسین و قبیح، قوی و ضعیف بنایا ہے۔ ایسے ہی کسی کو فقیر اور کسی کو امیر بنایا تا کہ دنیا کا نظام چلتا رہے۔ انسان صرف غور و فکر، محنت مشقت کرتا ہے، وسائل میں جوڑ و توڑ، تحلیل و ترکیب کرتا ہے، رزق اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے مطابق عطا کرتا ہے۔ انسان کسب کرتا ہے، اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے پھر کسب کے لیے اعضاء بھی تو اللہ نے دیے ہیں۔

رزق کے اس تفاوت میں امتحان و آزمائش بھی ہے۔ غنی کا شکر اور فقیر کا صبر میں امتحان ہوتا ہے۔

تمام انسانوں کا مال و دولت میں برابر و یکساں ہونا ضروری ہے، نہ مطلوب ہے، اللہ تعالیٰ نے بندوں کے باہمی احتیاج میں پورے معاشرے کی ضروریات کی تکمیل کرا دی **فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ ۝** (سورۃ المومنون: 14) ''سو بڑی برکت اللہ تعالیٰ کی جو سب سے بہتر بنانے والا ہے۔''

وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ۝ (سورۃ سبا: 39) ''اور وہ بہتر ہے روزی دینے والا۔''

❁ حرام ❁

اسلامی احکامات، قرآن وحدیث کی تعلیمات، اوامر ونواہی اور مثبت ومنفی پر مشتمل ہیں۔ اوامر کو کرنے اور نواہی سے بچنے کا حکم ہے جیسے کسب واکل حلال کا حکم ہے، ایسے ہی کسب واکل حرام سے بچنے کا حکم ہے۔

وَلَا تَأْكُلُوْآ اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (سورۃ البقرہ:188) ''اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا آپس میں ناحق۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا: **اَلَا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَآئكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ** (بخاری) ''سنو! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے باہم خون واموال حرام کردیے یعنی آپس میں نہ خون بہاؤ اور نہ ایک دوسرے کے مال ہڑپ کرو۔''

مَنِ اقْتَطَع حَقّ امری مُسْلِم بِيَمِيْنِهٖ فَقَدْ اَوْجَب اللّٰهُ لَهُ النَّار وَحَرَّم عَلَيْهِ الْجَنَّة (مسلم) ''جو شخص قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مارلے تو اللہ تعالیٰ جہنم اس کے لیے واجب اور جنت اس پر حرام کردیتے ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دعا کرنے والے مسافر کی مثال دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: **وَمطعمهٗ حَرَامٌ وَمشربهٗ حَرَامٌ وَملبسهٗ حَرَامٌ غذی بِالْحَرَامِ فَاَنّٰی يستَجَاب لِذٰلِکَ** (مسلم) ''حالانکہ اس کا کھانا پینا، لباس حرام اور اس کا جسم پروردہ حرام ہے تو اس کی دعا کیونکر قبول ہوگی؟''

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ غذی بِالْحَرَام (بیہقی) ''جس جسم نے حرام سے پرورش پائی ہو گی، جنت میں داخل نہ ہوگا۔''

كُلُّ لَحْم نَبَت مِنَ السّحت كَانتَ النَّار اَوْلٰی بِهٖ (احمد، بیہقی) ''جو گوشت (جسم) حرام سے پرورش پائے، اس کے لیے جہنم کی آگ زیادہ لائق ہے۔''

لَا يَكسب عَبْد مَال حَرَام فَيتصدق مِنْهُ فَيقبل مِنه (احمد) ''اور ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ بندہ حرام مال کمائے پس اس میں سے صدقہ کرے اور وہ قبول کرلیا جائے۔'' یعنی مال حرام کا صدقہ ناقابل قبول ہے۔ **اِنَّ اللّٰهَ حَرم حرمَات فَلَا تَنتهكوهَا** ''اللہ تعالیٰ نے کچھ باتیں حرام قرار دی ہیں پس تم ان کی خلاف ورزی نہ کرو۔''

کسب حرام کے ذرائع

ذیل میں چند چیدہ چیدہ حرام ذرائع کو مختصراً تحریر میں لایا گیا ہے تاکہ ان سے بچا جا سکے۔

سود

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا (سورۃ آلِ عمران:130) ''اے ایمان والو! سود مت کھاؤ۔''

وَحَرَّمَ الرِّبٰوا (سورۃ البقرہ:275) ''اللہ نے سود کو حرام کیا ہے۔''

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (سورۃ البقرۃ:279) ''پھر اگر نہیں چھوڑتے (سود کو) تو تیار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اس کے رسول سے۔''

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِىْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ (سورۃ البقرہ:275) ''جو لوگ کھاتے ہیں سود، نہیں اٹھیں گے قیامت کو مگر جس طرح اٹھتا ہے وہ شخص کہ جس کے حواس کھو دیے ہوں جن نے لپٹ کر۔''

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَاْ فِىْ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ (سورۃ الروم:39) ''اور جو دیتے ہیں بیاج (سود) پر کہ بڑھتا رہے لوگوں کے مال میں، سو وہ نہیں بڑھتا اللہ کے یہاں۔''

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا (سورۃ البقرۃ:276) ''اللہ سود کو مٹاتا ہے۔''

سود کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات گرامی درج ذیل ہیں:

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اكل الرِّبٰوا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سوآء (مسلم) ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سود لینے والے، دینے والے، سودی تحریر لکھنے والے، سود پر گواہ بننے والے پر لعنت کی ہے اور فرمایا کہ گناہ میں یہ سب برابر (کے شریک) ہیں۔''

اَلرِّبٰوا سَبْعُوْنَ جَزْءًا ايسرها ان ينكح الرجل امه (ابن ماجہ، بیہقی) ''سود کے 70 حصے ہیں۔ ان میں سے ادنیٰ ایسے ہے جیسے کوئی اپنی ماں سے بدکاری کرے۔''

درهم الرِّبٰوا يأكله الرجل وَهُوَ يعلم اشد من ستة و ثَلَاثِيْنَ زنية (احمد) ''سود کا ایک درہم جسے جانتے ہوئے کوئی استعمال کرے، یہ چھتیس مرتبہ زنا سے زیادہ بدتر ہے۔''

اِنَّ الرِّبٰوا وَاِنْ كثر فَاِن عاقِبَته تصير الى قَل (احمد، ابن ماجہ) ''یقیناً سود کتنا

ہی زیادہ ہو جائے اس کا انجام قلت و کمی ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج میں ایک قوم کو دیکھا جن کے پیٹ میں سانپ بھرے ہوئے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا **هٰٓؤُلَآءِ اکلة الرِّبٰوا** (احمد، ابن ماجہ) یہ سود خور ہیں۔

اَرْبَع حق عَلَی اللّٰهِ اَنْ لَّا یدْخلهُمُ الْجَنَّة ...... اکل الرِّبٰوا (حاکم) "چار طرح کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ جنت میں بالکل داخل نہیں کریں گے۔ ان میں سے ایک سود خور ہے۔"

اِذَا ظهر الزِّنَا وَالرِّبٰوا فِی قریة فقد احلوا بانفُسِهِمْ عَذَاب اللّٰه (حاکم)

"جس بستی میں زنا اور سود کا ظہور ہو تو وہاں کے باشندوں نے اپنے اوپر اللہ کے عذاب کو مسلط کر لیا۔"

مَا مِنْ قَوْمٍ یظهر فِیْهِم الرِّبٰوا الا اخذوا بِالسّنة (احمد) "جس قوم میں سود کا ظہور ہو، وہ قحط میں پکڑی جاتی ہے۔"

سود چاہے مہاجنی ہو یا تجارتی ہو، جلی ہو یا خفی ہو، بشکل مہذب ہو یا غیر مہذب حرام ہے بلکہ شائبہ سود بھی حرام ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے **فدعوا الرِّبٰوا وَالریبة** (ابن ماجہ، دارمی) "سود بھی چھوڑ دو اور اس کے شبہ و شائبہ کو بھی چھوڑو۔"

جوا

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْهِمَآ اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا (سورۃ البقرہ: 219) "آپ سے پوچھتے ہیں حکم شراب کا اور جوئے کا۔ کہہ دیں ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور فائدے بھی ہیں لوگوں کو۔ اور ان کا گناہ بہت بڑا ہے ان کے فائدے سے۔"

جوا کھیلنے سے بلا محنت و مشقت مال مل جاتا ہے لیکن اس کے نقصانات (مال حرام، تضیع وقت و مال، باہمی دشمنی وغیرہ) زیادہ ہیں۔ عقلمند زیادہ فوائد والے کاموں کو کرتا ہے اور زیادہ نقصان دہ سے بچتا ہے۔ جلب منفعت سے دفع مضرت مقدم ہے۔ مضرت سے بچنے کے لیے منفعت کو چھوڑا جاتا ہے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ○ (سورۃ المائدہ: 91، 92) "اے ایمان والو! یہ جو شراب

اور جوا ہے اور بت اور پانسے (جوئے کے تیر) یہ سب گندے کام ہیں شیطان کے سوان سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ۔ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ ڈالے تم میں دشمنی اور بیر بذریعہ شراب اور جوئے کے اور روکے تم کو اللہ کی یاد سے اور نماز سے سواب بھی تم باز آؤ گے؟''

چوری وڈکیتی

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْآ اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ○ (سورۃ المائدۃ: 38) ''چوری کرنے والا مرد اور چوری کرنے والی عورت کاٹ ڈالو ان کے ہاتھ سزا میں، ان کی کمائی کی تنبیہ ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے کسی کا مال ناجائز طریقے سے لینے سے منع فرمایا ہے۔ چوری بھی ایک ناجائز طریقہ ہے، اس کی سزا مقرر کی گئی۔ کسی نے اعتراض کیا کہ چند درہم پر ہاتھ کاٹ لینا ظلم ہے حالانکہ ہاتھ کی دیت 500 دینار ہے۔ اس کا جواب ایک عالم نے دیا **اِنَّهَا لَمَا كَانَت اَمِيْنَة كَانَتْ ثَمِيْنَة فَلَمَّا خَانَت هَانَت** ''جو ہاتھ امین تھا تب تک قیمتی تھا جب چوری کر کے خائن ہوا تو ذلیل ہوا۔''

ڈکیتی کی سزا اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی: **اَنْ يُّقَتَّلُوْا اَوْ يُصَلَّبُوْا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ** (سورۃ المائدہ: 33) ''کہ ان کو قتل کیا جائے یا سولی چڑھائے جائیں یا کاٹے جائیں ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے یا دور کر دیے جائیں اس جگہ سے۔''

وَلا يَسرق السَّارق حِيْنَ يسرق وَهُوَ مُؤْمِن (بخاری) ''جس وقت کوئی چوری کرے وہ مومن نہیں ہوتا۔''

ملاوٹ ودھوکہ

مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا (مسلم) ''جو ہمیں دھوکہ دے، وہ ہم میں سے نہیں۔''

من بَايعت فَقل لا خلابة (مسلم) ''جو تم سے خرید و فروخت کرے تو اسے کہہ دو کہ دھوکا نہ ہونا چاہیے۔''

دھوکے باز حاکم کے متعلق فرمایا: **فَيَمُوْتُ وَهُوَ غَاش لَهُم الاحرمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الجنة** (متفق علیہ) ''اور وہ ان کے ساتھ دھوکے اور کھوٹ کا معاملہ کرے اور اسی حال میں مر جائے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دیں گے۔''

خیانت

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِکُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (سورۃ الانفال: 27) ''اے ایمان والو! خیانت نہ کرو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور خیانت نہ کرو آپس کی امانتوں میں جان کر۔''

خیانت منافق کی نشانی ہے اِذَا اؤْتمنَ خَانَ (متفق علیہ) ''جب امانت رکھی جائے، وہ خیانت کرے۔''

وَلَا تَخن مَن خَانَکَ (ترمذی) ''جو تجھ سے خیانت کرے تو اس سے خیانت نہ کر۔''

آخر زمانہ کے متعلق پیشین گوئی فرمائی: یخُوْنُونَ وَلاَ یؤتمنُوْن (بخاری) ''خیانت کریں گے اور امانت داری نہ کریں گے۔''

قیامت کی نشانی ہے: اِذَا ضیعت الْاَمَانَة فَانتظر السَّاعَة (بخاری) ''جب امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔''

وَلَا یغل اَحَدکم حَتّٰی یغل وَھُوَ مُؤْمِن (بخاری) ''جب کوئی خیانت کرتا ہے، وہ مومن نہیں ہوتا۔'' یطبع الْمُؤْمِن عَلی الخلال کلھا اِلَّا الْخیَانة والکذب (احمد، بیہقی) ''مومن کی طبیعت میں ہر خصلت کی گنجائش ہے سوائے خیانت و جھوٹ کے۔''

رشوت

لَعَنَ رَسُوْل اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم الرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ (احمد) ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رشوت دینے والے اور لینے والے پر لعنت کی ہے۔''

منشیات

کُلُّ مسکر حَرَامٌ (مسلم) ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔'' فَقَلِیْله حَرَامٌ (ترمذی) ''نشہ آور کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔''

مال یتیم

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ نَارًا وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ۝ (سورۃ النساء: 10) ''جو لوگ کہ کھاتے ہیں مال یتیموں کا ناحق، وہ لوگ اپنے پیٹوں میں آگ ہی بھر رہے ہیں اور عنقریب آگ میں داخل ہوں گے۔

❃ فاسد اصول تجارت ❃

دورِ جاہلیت میں اور اب بھی لوگوں کے کچھ فاسد اصول تجارت ہیں جو باہمی جنگ وجدل کا باعث بنتے ہیں۔ مواساۃ، رواداری، ہمدردی اور مروت کو تباہ کرتے ہیں۔ اسلام ہر ایسے اصول سے منع کرتا ہے۔ ان اصولوں میں چند چیدہ چیدہ اصول درج ذیل ہیں۔ ان میں سے سود، جوا، دھوکہ کا ذکر ہو چکا ہے۔

ماپ تول میں کمی

فَاَوۡفُوا الۡكَيۡلَ وَالۡمِيۡزَانَ وَلَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡيَآءَ هُمۡ (سورۃ الاعراف: 85) ''سو پوری کرو ماپ تول اور مت گھٹا کر دو لوگوں کو ان کی چیزیں۔''

وَاَوۡفُوا الۡكَيۡلَ اِذَا كِلۡتُمۡ وَزِنُوۡا بِالۡقِسۡطَاسِ الۡمُسۡتَقِيۡمِ ذٰلِكَ خَيۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِيۡلًا ۝ (سورۃ بنی اسرائیل: 35) ''اور پورا بھر دو ماپ جب ماپ کر دینے لگو اور تولو سیدھی طرح یہ بہتر ہے اور اس کا انجام اچھا ہے۔''

وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ ۝ الَّذِيۡنَ اِذَا اكۡتَالُوۡا عَلَى النَّاسِ يَسۡتَوۡفُوۡنَ ۝ وَاِذَا كَالُوۡهُمۡ اَوۡ وَّزَنُوۡهُمۡ يُخۡسِرُوۡنَ ۝ (سورۃ المطففین: 1 تا 4) ''خرابی ہے گھٹانے والوں کی وہ لوگ کہ جب ماپ کر لیں لوگوں سے تو پورا بھر لیں اور جب ماپ کر دیں ان کو یا تول کر تو گھٹا کر دیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک وزّان سے فرمایا: **زِن وَارۡجِح** (ترمذی) ''ذرا جھکتا تولا کرو۔''

ملامسۃ

مشتری جس چیز کو بغیر دیکھے بھالے صرف ہاتھ لگا دے گا، وہ اس کا مالک ہوگا۔

منابذۃ

اگر کوئی چیز بائع مشتری کی طرف پھینکے گا تو وہ مشتری کی ملک ہوگی۔

بیع حصاۃ

اگر کئی اشیا برائے فروخت ہوں اور مشتری کنکری پھینکے تو جس چیز کو کنکری لگے گی، وہ مشتری کی ملکیت ہو جائے گی۔

ذخیرہ اندوزی

اگر کوئی شخص کسی چیز کو بہت زیادہ مقدار میں خرید کر جمع کر لے اور اسے ذخیرہ کر لے، اس طرح بازار میں اس چیز کی مصنوعی قلت ہو جاتی ہے اور اس خریدار کی نیت یہ ہوتی ہے کہ اپنی من مانی کرتے ہوئے مہنگے داموں فروخت کروں گا، اسے عربی میں احتکار کہتے ہیں۔ اس کا ایک نقصان تو یہ ہے کہ لوگوں کو دشواری ہوتی ہے، دوسرے مال سمٹ کر ایک طبقہ تک محدود ہو جاتا ہے، اس لیے ایسی ذخیرہ اندوزی سے منع کیا گیا ہے۔

مَنِ احْتَکَرَ فَھُوَ خَاطِئٌ (مسلم) ''جس نے احتکار (ذخیرہ اندوزی) کی، وہ گنہگار ہے۔'' اَلْجَالِبُ مَرزُوْق وَالْمُحْتکر مَلْعُوْن (ابن ماجہ) ''بازار میں غلہ بیچنے والا (اللہ کی طرف سے) رزق دیا گیا ہے اور ذخیرہ اندوز اللہ کی رحمت سے دور ہے۔

تسعیر

تاجر ناجائز نفع خوری کی خاطر نرخ بڑھا دیتے ہیں، اسے تسعیر کہتے ہیں، یہ بھی گناہ ہے۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے فساد فی الارض سے تعبیر کیا ہے۔

خِلابہ

اپنی چرب زبانی سے کسی کو متاثر کر کے دھوکے سے لوٹ لینا خلابہ کہلاتا ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنی حالت بیان کی: انَّہٗ یخدع فِی الْبُیُوْع فقال رَسُوْل اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہَ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مَنْ بَایعت فَقُلْ لَا خِلابة (بخاری) ''کہ خرید و فروخت میں وہ دھوکہ کھا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس سے تو سودا کرے، اسے کہو کہ دھوکہ نہیں ہونا چاہیے۔''

تناجش

فروخت کرنے والا کسی کو مقرر کرے کہ وہ صرف قیمت بڑھانے کے لیے بولی لگائے، وہ خود خریدار نہیں ہوتا بلکہ اصل خریدار کو غلط بولی لگا کر دھوکے میں مبتلا کرتا ہے تاکہ وہ مہنگے داموں چیز خریدے حالانکہ وہ چیز اتنی قیمت کی نہیں ہوتی۔

نَھٰی رَسُوْل اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہَ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عَنِ النَّجش (متفق علیہ) ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دھوکہ دینے کی نیت سے قیمت بڑھانے سے منع فرمایا۔''

وَقَالَ لَا تَنَاجَشُوْا (متفق علیہ) دوسری روایت میں ہے کہ خریدنے کی نیت کے بغیر بولی میں قیمت کا اضافہ نہ کرو۔

بیع پر بیع

لَا يَبِيْعَ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ (مسلم) ''تم میں سے کوئی دوسرے کے سودا پر سودا نہ کرے۔''

اسی طرح سے بیمہ (انشورنس) لاٹری وغیرہ، نئی نئی تجارتی صورتیں جن میں سود، جوا یا نزاع و مناقشہ اور غرر ہو، ناجائز ہیں۔

❃ انفاق ❃

حلال ذرائع سے کمائے ہوئے مال کو خرچ کرنے میں انسان قطعاً مختار نہیں بلکہ قانون الٰہی کا پابند ہے۔ انسان کو جو عارضی ملکیت ملی ہے، اسے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق خرچ کرے گا تو اس کا اصل بدلہ تو اللہ تعالیٰ آخرت میں عطا فرمائیں گے لیکن اس دنیا میں بھی اسے کچھ نہ کچھ ملے گا۔ اللہ تعالیٰ نے مال کو خرچ کرنے میں ایک ترتیب بتلائی ہے۔ سب سے پہلے اس کی اپنی ذات ہے، اس کے بعد اس کے اہل وعیال، والدین اور دیگر قریبی رشتہ دار وغیرہ ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ (سورۃ البقرہ: 254) ''اے ایمان والو! خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تم کو روزی دی۔''

لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰـهُ اللّٰهُ (سورۃ الطّلاق: 7) ''چاہیے خرچ کرے وسعت والا اپنے وسعت کے موافق اور جس کو نپی تلی ملتی ہے اس کی روزی تو خرچ کرے جیسا کہ دیا ہے اس کو اللہ نے۔''

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ (سورۃ سبا: 39) ''اور جو خرچ کرتے ہو کچھ چیز، وہ اس کا عوض دیتا ہے۔''

ذات

قَالَ رَجُلٌ عِنْدِيْ دِيْنَارٌ قَالَ اَنْفِقْهُ عَلٰى نَفْسِكَ (نسائی) ''ایک شخص نے کہا: میرے پاس ایک دینار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے آپ پر خرچ کرو۔''

وَاِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِاَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَاَعْطِ كُلَّ ذِيْ

حَقّ حَقَّهٗ (بخاری) ''اورتم پر اپنی جان کا بھی حق ہے اور اہل خانہ کا بھی حق ہے لہٰذا ہر حق والے کو اس کا حق دو۔'' اول خویش بعد درویش (پہلے خود، پھر فقیر)

اہل وعیال

وَدِیْنَار اَنْفَقْتَهٗ عَلٰی اَهْلِکَ اَعْظَمُهَا اَجْرا الَّذِیْ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰی اَهْلِکَ ''ان تمام اخراجات سے افضل وبہتر وہ خرچ ہے جو اپنے اہل وعیال پر کیا۔''

اِذَا اَنْفَقَ الرَّجُل عَلٰی اَهْلِهٖ نفقة یحتسبها فَهِیَ صَدَقَة (بخاری) ''جب آدمی اپنے اہل وعیال پر ثواب کی امید سے خرچ کرتا ہے تو یہ اس کے لیے صدقہ (کارِثواب) ہے۔''

و ابدأ بِمَنْ تَعُوْل (ترمذی) ''خرچ میں ترجیح اپنے اہل وعیال کو دے۔''

والدین

یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ...... (سورۃ البقرہ:215) ''آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا چیز خرچ کریں؟ کہہ دو کہ جو کچھ تم خرچ کرو مال سو ماں باپ کے لیے......'' حتیٰ کہ والدین کافر اور مشرک ہوں تب بھی خرچ کا حکم ہے جیسے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی مشرکہ والدہ کے متعلق فرمایا: صِلِیْهَا (بخاری) ''ان سے صلہ رحمی کرو۔''

اَنْتَ وَمَالکَ لِاَبِیْکَ (قرطبی) ''تو بھی اور تیرا مال بھی سب باپ کا ہے۔''

رشتہ دار

وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی (سورۃ البقرۃ:177) ''اور دے مال اس (اللہ) کی محبت پر رشتہ داروں کو۔''

اَلصَّدَقة عَلَی الْمِسْکِیْنِ صَدَقَةٌ وَعلٰی ذِی الرَّحِمِ ثِنْتَانِ صَدَقَة وَصِلَة (ترمذی) ''مسکین کو صدقہ دینے کا ایک گنا اجر ہے اور رشتہ داروں کو صدقہ دینے کا دہرا اجر ہے۔ایک صدقے کا دوسرا صلہ رحمی کا۔''

......لَهُمَا اَجْرَانِ اَجرالقرَابَةِ وَاَجر الصَّدقَة (بخاری) ''انہیں دوگنا ثواب ملے گا ایک قرابتداری کا اور دوسرا صدقے کا۔''

پڑوسی

وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا .... وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ

(سورۃ النسآء:36)''اور والدین کے ساتھ نیکی کرو اور قریبی ہمسایہ اور اجنبی ہمسائے سے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: **مَازَالَ جبْرئیل یو صِیْنِیْ بِالْجَار حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّہٗ سَیُو رثه** (بخاری) ''پڑوسی کے بارے میں مجھے جبرائیل تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ میں خیال کرنے لگا کہ وہ اسے وارث قرار دیں گے۔''

مَآ اٰمَنَ بِیْ مَنْ بَات شبعَان وجَارهٗ جَآئِع الی جنبه وَھُوَ یعلم بِهٖ (بزار، طبرانی) ''وہ مجھ پر ایمان نہیں لایا جو رات کو پیٹ بھر کر سوئے اور اس کے برابر میں اس کا پڑوسی بھوکا ہو اور اسے اس بات کا علم ہو۔''

زکوٰۃ

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰہِ ھُوَ خَیْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا (سورۃ المزّمّل:20) ''اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور قرض دو اللہ کو اچھی طرح قرض دینا اور جو کچھ آگے بھیجو گے اپنے واسطے کوئی نیکی، اس کو پاؤ گے اللہ کے پاس بہتر اور ثواب میں زیادہ۔''

کتنا بھلا اور پیارا انداز ترغیب ہے کہ زکوٰۃ کو قرض سمجھو، یہ کئی گناہ زیادہ واپس ملے گا حالانکہ جو دیا، اسی کا ہے اور جو نہ دیا، وہ بھی اسی کا ہے۔

مال و عالم ملک تست و مالکان مملوک تو باوجود ایں بے نیازی اقرضوا اللہ گفتۂ

مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِهٖ فَلْیُؤَدّ زَکَاۃَ مَاله (طبرانی) ''جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے۔''

وَاٰتُوْھُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰہِ الَّذِیْ اٰتٰـکُمْ (سورۃ النور:33) ''اور دو ان کو اللہ کے مال سے جو اس نے تم کو دیا۔''

مصارف زکوٰۃ وصدقات

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْعٰمِلِیْنَ عَلَیْھَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُھُمْ وَفِی الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِیْنَ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَابْنِ السَّبِیْلِ فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ۝ (سورۃ التوبہ:60) ''زکوٰۃ جو ہے وہ حق ہے مفلسوں کا اور محتاجوں کا اور زکوٰۃ کے کام پر جانے والوں کا اور جن کا دل پرچانا منظور ہے اور گردنوں کے چھڑانے میں اور جو تاوان بھریں اور اللہ کے راستہ میں اور راہ کے مسافر کو۔ ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کا اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔''

مال زکوٰۃ

سونے، چاندی، مال تجارت اور مویشیوں پر زکوٰۃ فرض ہے۔

نصاب زکوٰۃ

سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ ہے۔ چاندی کی زکوٰۃ ساڑھے باون تولے (613 گرام تقریباً) چاندی ہے۔

وَلَيُسَ فِيُمَا دُوُنَ خمس اَوَاق مِنَ الُوَرَقِ صَدَقَة (بخاری) ''اور پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ نہیں ہے (پانچ اوقیہ =200 درہم = ساڑھے باون تولے چاندی)

زیور پر بھی زکوٰۃ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو عورتوں کو ان کے کنگن کے متعلق فرمایا:

فادیا زَکٰوتہٗ (ترمذی) ''زیور کی زکوٰۃ دو۔''

مال تجارت

كَانَ رَسُوُل اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهَ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم يَأْمُرُنَا اَنُ نّخرج الصَّدَقَة مِنَ الَّذِىُ نَعد لِلُبَيُع (ابوداؤد) ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم ہر اس چیز کی زکوٰۃ نکالیں جس سے ہم تجارت کریں۔''

مویشی

مویشیوں کی بھی زکوٰۃ ہوتی ہے۔ اس کے نصاب کی قدرے تفصیل ہے، اس لیے کتب فقہ کا مطالعہ کرلیا جائے تاہم مختصراً یہ کہ 40 بھیڑ، بکریوں، 30 گائے بھینس، 5 اونٹ سے کم پر زکوٰۃ نہیں۔

مقدار زکوٰۃ

سونے چاندی اور مال تجارت کی زکوٰۃ کا چالیسواں حصہ دیا جاتا ہے۔ **فَهَاتَوا صَدَقَة الرقة مِنُ كُل اَرُبَعِيُن دِرُهَمًا درُهَم** (ترمذی) ''پس ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم چاندی کی زکوٰۃ ادا کرو۔''

وقت زکوٰۃ

ایک سال گزر جانے کے بعد زکوٰۃ فرض ہوتی ہے۔

من اسُتَفَادَ مَالًا فَـلَا زَكوٰة فِيُهِ حتّٰى يحول عَلَيُهِ الُحَوُل (ترمذی) ''جو مال کسی کو حاصل ہو، اس پر زکوٰۃ نہیں جب تک اس مال پر سال نہ گزر جائے۔''

اکتناز

مال ودولت جمع وذخیرہ کرنے کے لیے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق صرف وخرچ اور تقسیم کرنے کے لیے ہے تاکہ افادہ واستفادہ زیادہ سے زیادہ ہو، اس لیے اسلام نے احتکار واکتناز کو حرام قرار دیا کیونکہ ان سے مال میں جمود پیدا ہوتا ہے نیز مخصوص طبقہ کے ہاتھوں مال محدود ہو جاتا ہے، اس لیے زکوٰۃ وصدقات، وصیت ووراثت وغیرہ کے ذریعہ سے اسے امیر وغریب دونوں تک پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ نے اکتناز کے متعلق ارشاد فرمایا:

كَيۡ لَا يَكُوۡنَ دُوۡلَةًۢ بَيۡنَ الۡاَغۡنِيَآءِ مِنۡكُمۡ (سورۃ الحشر: 7) ''تاکہ نہ آئے لینے دینے میں دولت مندوں کے تم میں سے۔'' یعنی اموال محض امیروں کے پاس جا گیریں نہ بنے کہ جن سے سرمایہ دار مزے لوٹیں اور غریب فاقوں مریں۔

وَالَّذِيۡنَ يَكۡنِزُوۡنَ الذَّهَبَ وَالۡفِضَّةَ وَلَا يُنۡفِقُوۡنَهَا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ فَبَشِّرۡهُمۡ بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍۙ ○ يَّوۡمَ يُحۡمٰى عَلَيۡهَا فِىۡ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكۡوٰى بِهَا جِبَاهُهُمۡ وَ جُنُوۡبُهُمۡ وَ ظُهُوۡرُهُمۡ هٰذَا مَا كَنَزۡتُمۡ لِاَنۡفُسِكُمۡ فَذُوۡقُوۡا مَا كُنۡتُمۡ تَكۡنِزُوۡنَ ○

(سورۃ التوبہ: 34،35) ''اور جو گاڑھ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اس کو خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں سو ان کو خوشخبری سنا دے عذاب دردناک کی۔ جس دن کہ آگ دہکائیں گے اس مال پر دوزخ کی۔ پھر داغیں گے اس سے ان کے ماتھے اور کروٹیں اور پیٹھیں (کہا جائے گا) یہ ہے جو تم نے گاڑھ رکھا تھا اپنے واسطے اب مزہ چکھو اپنے گاڑھنے کا۔''

حدیث میں ہے: **مَنۡ اتاه اللّٰه مالًا فلم يؤد زكوته مثل له يَوۡم الۡقِيٰمة شجاعا اقرع له زبيتان يطوقه يوم القيمة ثم يأخذ بلهزمتيه يعنى شدقيه ثم يقول انا مالک انا كنزک ثم تلا وَلَا يَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ يَبۡخَلُوۡنَ** (الایۃ)(بخاری) ''جسے اللہ نے مال دیا اور اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو روزِ قیامت وہ مال زہریلے سانپ جیسا بنا کر اس شخص کے گلے میں طوق بنا دیا جائے گا۔ وہ اس کی باچھیں پکڑے گا، پھر کہے گا: میں تمہارا مال ہوں، تمہارا خزانہ ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کی آیت تلاوت کی: **وَلَا يَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ يَبۡخَلُوۡنَ** (سورۃ آلِ عمران: 180)

مَا خَالَطت الصَّدقة مَالًا قَط الا اهۡلكته (مسند شافعی) ''مال زکوٰۃ جب دوسرے مال میں ملے گا (زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وجہ سے) تو اسے تباہ کر دے گا۔''

انفاق فی سبیل اللہ

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر حکم فرماتے ہیں: **یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا** ’’اے ایمان والو! خرچ کرو۔‘‘ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا: **مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ** ’’اس میں سے جو ہم نے تم کو روزی دی۔‘‘ گویا یہ باور کرایا کہ جو تم دو گے، وہ حقیقتاً ہمارا ہی دیا ہوا ہے پھر جو تم دو گے تو یہ قرض حسنہ کی طرح ہے کہ تمہیں تمہارا دیا ہوا جلد واپس مل جائے گا اور اتنا نہیں جتنا تم نے دیا بلکہ کئی گناہ زائد اور بعضوں کو ان کے اخلاص کی وجہ سے ان گنت ملے گا۔

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوال کیا **وَیَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ** (سورۃ البقرہ: 219) ’’اور آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں؟ کہہ دو کہ جو بچے اپنے خرچ سے‘‘ یعنی اپنے حوائج ضروریہ سے زائد ہو، وہ خرچ کرو۔ دنیا محل حوائج ہے تو آخرت دار ثواب ہے۔ دونوں کو پیش نظر رکھو۔

اِنَّکَ اَنْ تبذِلَ الْفَضْل خَیْرٌ لَّکَ (ترمذی) ’’اگر تو ضرورت سے زائد خرچ کرے تو یہ تیرے لیے بہتر ہوگا۔‘‘

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ (سورۃ البقرہ: 274) ’’جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں رات کو اور دن کو چھپا کر اور ظاہر میں تو ان کے لیے ہے ثواب ان کا اپنے رب کے پاس۔‘‘

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (سورۃ الانعام: 160) ’’جو کوئی لاتا ہے ایک نیکی تو اس کے لیے اس کا دس گنا ہے۔‘‘

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ○ (سورۃ البقرہ: 261) ’’مثال ان لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں ایسی ہے جیسے ایک دانہ اس سے اگیں سات بالیں۔ ہر بال میں سو سو دانے اور اللہ بڑھاتا جس کے واسطے چاہے اور اللہ بہت بے نہایت بخشش کرنے والا ہے سب کچھ جانتا ہے۔‘‘

مَنْ تَصَدق بعدل تَمْرَةً مِّنْ کَسب طَیِّبٍ وَّلَا یقبل اللّٰهُ اِلَّا الطَّیب فَاِنَّ اللّٰه یتقبلهَا بِیَمِیْنِهٖ ثُمَّ یربیهَا لِصَاحبهَا کَمَا یربی احدکم فلوه حتّٰی تکُوْن مثل الْجَبل (متفق علیہ) ’’جس نے حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کیا اور اللہ

تعالیٰ سوائے حلال کے قبول نہیں کرتے پس اللہ تعالیٰ اس صدقہ کو اپنے دائیں ہاتھ میں رکھ کر اس کو ایسے بڑھاتے ہیں جیسے تم اپنے بچھیرے کو بڑھاتے ہو یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔''

مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ (مسلم) ''صدقہ مال کو کم نہیں کرتا'' بلکہ اضافہ ہوتا ہے۔

حدیث قدسی ہے:

اَنْفِق يَابْنَ اٰدَمَ اُنْفِقْ عَلَيْكَ (بخاری و مسلم) ''اے آدم کے بیٹے! خرچ کرو، میں تجھ پر خرچ کروں گا۔''

اَنْفِقْ يَا بِلَالُ وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلَالًا (بیہقی) ''اے بلال! خرچ کرو اور عرش والے سے خوف قلت نہ کرو۔''

شرائط قبول صدقہ

(i) حلال مال ہو حرام مال نہ قابل قبول ہے **وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّيِّبَ.**

(ii) اخلاص ہو، ریا قابل جرم ہے۔ **مَنْ تَصَدَّقَ يُرَآئِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ** (احمد) ''جس نے دکھاوے کے لیے صدقہ کیا، اس نے شرک کیا۔

(iii) احسان نہ جتلائے **يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَاتُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى** (سورۃ البقرہ: 263) ''اے ایمان والو! مت ضائع کرو اپنی خیرات احسان رکھ کر اور ایذا دے کر۔''

(iv) مصرف صحیح ہو **اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ**...... (سورۃ التوبہ: 60) ''زکوٰۃ صدقہ جو ہے سو وہ حق ہے مفلسوں اور محتاجوں کا......''

صدقۃ الفطر

صدقات واجبہ میں سے ایک فطرانہ بھی ہے۔

فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَمَرَ بِهَا اَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَى الصَّلٰوةِ (بخاری و مسلم)

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر غلام و آزاد، ہر مرد و عورت اور ہر چھوٹے و بڑے پر صدقہ فطر لازم (واجب) کیا ہے اور یہ بھی حکم دیا ہے کہ اسے نماز عید کو جانے سے پہلے ادا کیا جائے۔''

فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ طُهْرًا

لِلصِّیَام مِنَ اللَّغْو وَالرَّفث وطعمة للمساکِیْن (ابوداوٗد) ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے روزوں کو فضول وفحش باتوں سے پاک کرنے اور محتاجوں کے کھانے کے لیے صدقہ فطر واجب کیا۔''

قربانی

یہ بھی ایک صدقہ واجبہ ہے۔ وَلِکُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَکًا (سورۃ الحج: 34) ''اور ہر امت کے واسطے ہم نے مقرر کردی ہے قربانی۔''

قَالَ بِکُلِّ شعرةٍ حَسَنَة ...... وَقَالَ بِکُلِّ شعرة مِّن الصوف حَسَنَة (احمد) ''ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے (بکری وگائے کا ہو یا بھیڑ واونٹ کا ہو)

فَاِنَّ لَکَ بَاول قَطْرة تقطر مِنْ دمهَا اَن یَّغفر لَکَ مَاسَلَفَ مِنْ ذُنُوْبکَ (الترغیب والترھیب) ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا: قربانی کے پہلے خون کے قطرے کی وجہ سے تمہارے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔''

حج

حج بدنی و مالی عبادت کا مرکب ہے۔ اس میں مال خرچ کرنا کارِ ثواب ہے۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا (سورۃ آلِ عمران: 97) ''اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا جو شخص قدرت رکھتا ہو اس کی طرف راہ چلنے کی۔''

اَلْحَجُّ یَهْدم مَا قَبْلَهٗ (مسلم) ''حج پچھلے گناہوں کو ڈھا (زائل) دیتا ہے۔''

وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَهٗ جَزَآء اِلَّا الْجَنَّةَ (متفق علیہ) ''حج مبرور کا بدلہ تو بس جنت ہے۔''

اَلنَّفقة فِی الْحَجِّ کَالنفقة فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الدرهم بسبع مائة ضعف (احمد) ''حج میں خرچ کرنا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کی طرح ہے۔ ایک درہم کا ثواب 700 گنا کے برابر ہے۔''

فَاِنَّهمَا ینفیان الْفَقْر وَالذُّنُوْب (ترمذی) ''پس حج و عمرہ فقر اور گناہوں کو دور کر دیتے ہیں۔''

قرض

کسی کو قرض دینا، اس کی مالی حاجت کو پورا کرنا ایک عبادت ہے۔ اس میں باہمی تعاون و تناصر بھی ہے اور غریب پروری بھی ہے۔ اگرچہ قرض لینے کی ترغیب نہیں بلکہ اس کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے تاہم کوئی مجبور ہو تو امداد کرنے کی ترغیب بھی دی گئی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ (سورة البقرہ: 282) ''اے ایمان والو! جب آپس میں معاملہ کرو ادھار کا کسی وقت مقررہ تک تو اس کو لکھ لیا کرو۔''

یہ قرآن مجید کی آیت طویلہ ہے۔ اسے آیت دین بھی کہا جاتا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے دین دار اور مدیون دونوں کو مشفقانہ انداز میں ہدایات دی ہیں۔

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ (سورۃ البقرۃ: 280) ''اگر ہے (مدیون) تنگ دست، مہلت دینی چاہیے کشائش ہونے تک اور بخشش دو تو بہت بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم کو سمجھ ہو۔''

من انظر معسرا او وضع عنه اظله الله فِى ظله (مسلم) ''جو تنگدست کو مہلت دے یا اسے معاف کر دے، اللہ تعالیٰ اسے اپنے (عرش کے) سایہ میں جگہ عطا فرمائیں گے۔''

مَنْ كَانَ لَهٗ عَلٰى رجل حَق فَمَن اخره كَانَ لَهٗ بِكُلِّ يَوْم صدَقة (احمد) ''جو کسی مدیون کو مہلت دے گا، اسے ہر روز اتنی رقم کے صدقہ کا ثواب ملے گا۔''

وَفِىْ رِوَايَة والْقَرْض بِثَمَانِيَة عَشر (طبرانی) ''قرض دینے کا ثواب اٹھارہ گنا ہے۔''

عاریت

کسی غریب یا ضرورت مند کی مدد نقد یا ہدیہ اور صدقہ کر کے کی جا سکتی ہے۔

اگر یہ نہ ہو سکے تو عاریۃً کوئی چیز دے کر اس کی ضرورت کو پورا کیا جا سکتا ہے۔ یہ بھی باہمی تناصر کی ایک صورت ہے۔

اَرْبَعُوْن خَصْلَة اعلاها منيحة العنز ...... اِلَّا ادخلهُ الْجَنَّةَ (بخاری)
''چالیس (پسندیدہ) خصلتیں ہیں۔ ان میں سے بلند تر یہ ہے کہ کسی کو (عاریۃً) دودھ والا جانور دے اگر ثواب کی نیت اور تصدیق ثواب ہو تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کریں گے۔''

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عاریۃً چیزیں لیتے تھے اور یقیناً دیتے بھی ہوں گے۔

استعار النَّبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وسَلَّم فرسًا مِّنْ اَبِیْ طَلْحَة (بخاری) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے عاریۃً گھوڑا لیا۔''

اِنَّ النَّبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وسَلَّم استعار منه (اُمیة) ادراعه یوم حنین (ابوداؤد) ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ حنین کے موقع پر امیہ بن صفوان سے زرہیں عاریۃً مانگیں۔''

ہدیہ

کسی کو نقد یا کوئی چیز ہدیہ کرنا انفاق مال کی ایک اچھی صورت ہے۔ اس کے متعلق احادیث کسب مال کے تحت گزر چکی ہیں۔

وقف فی سبیل اللہ

صدقہ و ہدیہ وغیرہ کی طرح وقف بھی کارِ ثواب ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک قطعہ زمین کے بارے میں مشورہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **اِن شِئْتَ حبست اصلها** (بخاری) ''اگر تم چاہو تو اصل زمین کو وقف کردو۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **مَن یَّشْتَرِی بیر رُوْمه یَجْعل دلوه مَع دلاء الْمُسْلِمِیْن بِخیر له منها فِی الْجَنَّة** (ترمذی) ''کوئی اللہ کا بندہ ہے جو بیر رومہ کو خرید کر عام مسلمانوں کے لیے وقف کر دے اور اللہ تعالیٰ جنت میں اس کو اس سے بہتر دے۔'' چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خرید کر وقف کر دیا۔

ایصال ثواب

کسی کو ثواب پہنچانا بھی ثواب ہے۔ مالی عبادت کا ثواب پہنچایا جا سکتا ہے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ عبادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قُلْت یَارَسُوْل اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وسَلَّم اِنَّ اُمِّیْ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَة اَفْضَل؟ قَالَ الْمَآء فحفر بیرا وَقَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ (ابوداؤد) ''حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: میری والدہ انتقال کر گئی ہیں تو ان کے ثواب کے لیے کون سا صدقہ بہتر ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانی۔ چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کنواں کھدوایا اور فرمایا یہ ام سعد کے ثواب کے لیے ہے۔''

وصیت

زندگی میں اپنے ثلث مال کے متعلق وصیت کرنا انفاق کی ایک صورت ہے۔ وصیت کسی خاص شخص (وارث کے علاوہ) یا کسی خاص مصرف خیر کے لیے کی جاسکتی ہے۔ وصیت کی اہمیت اس سے معلوم ہوتی ہے کہ تقسیم وراثت سے پہلے وصیت کو پورا کیا جاتا ہے۔

مَنْ مَّاتَ عَلٰی وَصِیّة عَلٰی سَبِیْل وسنة وَمَاتَ عَلٰی تقی و شهادة و مَاتَ مغفورا لَهٗ (ابن ماجہ) ''جس نے وصیت کے ساتھ انتقال کیا تو اس کا انتقال ٹھیک اور سنت کے راستے پر ہوا اور وہ تقویٰ اور شہادت والی موت مرا۔ اس کی مغفرت ہوگئی۔

وراثت

وراثت بھی من وجہ انفاق کی ایک صورت ہے۔ انسان کی ملکیت مال، موت سے پہلے پہلے تک ہے تاہم اس بات کی ترغیب دی گئی ہے کہ اپنے ورثاء کے لیے مال چھوڑ جاؤ، اس پر بھی اسے صدقے کا ثواب ملے گا جیسا کہ اس بارے میں آیات اور احادیث بیان ہو چکی ہیں۔

مال نعمت الٰہی ہے

مال اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے جبکہ اسے رضائے الٰہی سے کمائے اور خرچ کرے اور اپنی آخرت کے لیے ذخیرہ کرے ورنہ آزمائش و پکڑ کا سبب ہے۔

لَا بَأْس بِالْغنی لِمَن اتَّقی اللّٰهُ عَزَّ وَجَل (احمد) ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے، اس کے لیے مالداری میں کوئی مضائقہ وحرج نہیں ہے۔''

اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْعَبْد التَّقِی الْغَنِی الْخَفِی (مسلم) ''اللہ تعالیٰ متقی دولت مند کو جو غیر معروف ہو، پسند کرتے ہیں۔''

مَنْ طَلب الدُّنیا حَلَالًا استعفافًا عَن المسئَلَة وسعیا عَلٰی اهْلِهٖ وَتَعطفا عَلٰی جَارِهٖ لَقِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَوجهه مثل الْقَمَرِ لَیْلَة الْبَدْرِ (بیہقی) ''جو شخص حلال طریقے سے دنیا طلب کرے کہ سوال سے بچے اور اہل و عیال کے لیے کوشاں رہے اور پڑوسی سے اچھا سلوک کرے تو روز قیامت اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔''

اِنَّمَا الدُّنْیَا لاَرْبَعَة نَفر عَبْد رزقه اللّٰهُ مالًا وَّعِلْمًا فَهُوَ یتقی فیه ربه

ویصل رَحمه ویعمل لِلّٰہِ فیه بحقه فھذا بافضل المنازل (ترمذی) ''بے شک دنیا چار طرح کے لوگوں کے لیے ہے۔ ایک وہ بندہ جسے اللہ نے مال وعلم دیا، وہ مال کے بارے میں اللہ سے ڈرتا ہے اوراس کے ذریعے صلہ رحمی کرتا ہے اوراس کے تصرف میں حق اللہ کے مطابق عمل کرتا ہے پس یہ شخص افضل مرتبہ پر ہے۔''

اِذَا رَأَیتَ اللّٰہُ عَزّوجل یعطی الْعَبد علی معاصیه ما یحب فانما ھو استدراج (احمد) ''جب دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو معصیت کے باوجود دنیا کی محبوب چیزیں دے رہا ہے تو سمجھو کہ وہ استدراج ہے (باعث پکڑ ہے)''

اصل مال

انسان کا اصلی اور حقیقی مال وہ ہے جو اس نے کھا پی لیا یا ذخیرہ آخرت کرلیا، باقی تو ورثاء کا ہے۔

یَقُوْلُ الْعَبْدُ مَالِیْ مَالِیْ وَاِنَّ مَالَهٗ من ماله ثلث ما اکل فاغنی او لبس فابلی او اعطی فاقتنی وما سوی ذلک فَھُوَ ذاھب و تارکه الناس (مسلم) ''بندہ کہتا ہے میرا مال میرا مال حالانکہ اس کے مال کی تین قسمیں ہیں: (i) جو ختم کر دیا کھا کر، (ii) جو پہن کر پرانا کر دیا، (iii) جو راہ خدا میں دے کر ذخیرہ آخرت کرلیا۔ جو اس کے علاوہ ہے، وہ جانے والا ہے اور وہ بندہ جسے لوگوں کے لیے چھوڑ جانے والا ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا:

اَیُّکُمْ مَّال وارثه احب الیه من ماله قالوا یَارَسُوْل اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وسَلَّم مَا مِنْ اَحَد اِلَّا ماله احب الیه من مال وارثه قال ان ماله ما قدم ومال وارثه ما اخر (بخاری) ''تم میں سے کون ایسا ہے کہ اسے اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ محبوب ہو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہم میں سے ہر ایک کو اپنا مال اپنے وارث کے مال سے زیادہ محبوب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کا (اپنا) مال وہ ہے جو اس نے آگے بھیج دیا (صدقہ کر دیا) اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جو اس نے پیچھے چھوڑ دیا۔''

تنعم

آرام اور خوش عیشی حرام تو نہیں ہے، جائز ہے لیکن مطلوب ومحمود بھی نہیں ہے۔

لَما بَعَثَ بِهٖ (مُعَاذ) اِلَی الْیَمن قال اِیَّاک والتنعم فَاِنَّ عباداللّٰہ

لیسوا بالمتنعمین (احمد) ”حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن بھیجا تو فرمایا: آرام طلبی وخوش عیشی سے بچتے رہنا، اس لیے کہ اللہ کے خاص بندے آرام طلب وخوش عیش نہیں ہوا کرتے۔“

فقر پسندی

فقر وفاقہ خطرناک ہے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پناہ چاہی اور بسا اوقات یہ فقر کفر تک پہنچا دیتا ہے۔

کَادَ الْفقران یَکُوْنُ کُفْرا.

”تاہم جو لوگ اس میں مبتلا کیے گئے ہیں، وہ اللہ کے علاوہ اپنی حالت کا اظہار کسی سے نہ کریں اور ہمت سے کام لیتے ہوئے صابر وشاکر رہیں تو اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ضرور اس کا صلہ عطا فرماتے ہیں۔“

قَالَ رَسُوْل اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسَلَّم عرض علی ربی لیجعل لی بطحاء مکۃ ذھبا فقلت یارب ولکن اشبع یوما و اجوع یوما فاذا جعت تضرعت الیک وذکرتک واذا شبعت حمدتک وشکرتک(احمد) ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ پیشکش کی کہ میرے لیے وادی مکہ کو سونے کا بنا دیں لیکن میں نے عرض کیا کہ اے رب! میں تو چاہتا ہوں کہ ایک دن پیٹ بھروں تو دوسرے دن بھوکا رہوں جب بھوکا رہوں گا تو آپ کو یاد کروں گا اور آپ سے گریہ وزاری کروں اور جب پیٹ بھروں تو آپ کی حمد وثنا کروں اور شکر ادا کروں۔“

مَا اوحی الی ان اجمع المال (شرح السنہ) ”مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ میں مال جمع کروں۔“

اِنَّ اللّٰہ یحب عبدہ المُؤْمِن الفقیر المتعفف ابا العیال (ابن ماجہ)
”بے شک اللہ تعالیٰ کو اپنا وہ مومن بندہ محبوب ہے جو غریب اور عیالدار ہونے کے باوجود باعفت ہو (کسی سے سوال نہ کرتا ہو)۔“

من رَضِیَ من اللّٰہ بالیسر من الرزق رضی اللّٰہ منہ بالقلیل من العمل (احمد) ”جو شخص تھوڑے رزق پر اللہ سے راضی ہو گیا، اللہ تعالیٰ بھی تھوڑے عمل پر اس سے راضی ہو جائیں گے۔“

ویکرہ (ابن اٰدم) قلة المال وقلة المال اقل للحساب (احمد) ''اور قلت مال ابن آدم ناپسند کرتا ہے حالانکہ قلت مال سہولت حساب کا سبب ہے (کیا یہ کم فائدہ ہے کہ حساب میں تخفیف ہو جائے)''

یدخل الُفقرآء قبل الاغنیاء بخمس مائة عام (ترمذی) ''فقراء جنت میں امراء سے پانچ سو سال پہلے داخل ہوں گے۔''

فکَانَ عامة من دخلها المساکین (متفق علیہ) ''جنت میں داخل ہونے والے زیادہ تر مساکین ہیں۔''

جتنا رزق مقدر ہے، وہ مل کر رہے گا۔ **وَلا یاتیه مِنُھَا اِلَّا کتب له** (ترمذی) ''دنیا اتنی ملے گی جتنی مقدر ہو چکی ہے۔'' رزق مثل موت ہے۔

ان الرزق یطلب العبد ما یطلبه اجله (رواہ ابونعیم فی الحلیہ) ''بے شک رزق بندے کو ایسے تلاش کرتا ہے جیسے اس کی موت اسے تلاش کرتی ہے۔''

اقتصاد واعتدال

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور ان کی امت کو خصوصی انعامات و اعزازات سے نوازا ہے۔ ان میں سے ایک معتدل امت بنانا ہے۔

وَجَعَلۡنٰـکُمۡ اُمَّةً وَّسَطًا (سورۃ البقرہ: 143) ''اور ہم نے تم کو امت معتدل بنایا'' یعنی یہ امت افراط وتفریط سے بری اور اعتدال والی ہے۔

اس امت کو ہر حکم اعتدال والا دیا گیا اور اسی پر استقامت کا حکم دیا گیا اور افراط وتفریط سے بچنے کا حکم دیا گیا۔ مال کے متعلق بھی اقتصاد واعتدال کا حکم دیا گیا۔ اس پر عمل کرنا بڑا کمال ہے اور حصول خیر ہے۔

خیر الامور اوسطها ''بہترین کام اعتدال والا ہے۔''

الاقتصاد جزء من اربع و عشرین جزء من النبوة (ترمذی) ''میانہ روی نبوت کے چوبیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔''

ثلث منجیات ...... والقصد فی الغناء والفقر (بیہقی) ''تین نجات دلانے والی چیزوں میں سے ایک اعتدال (میانہ روی) ہے خوشحالی میں اور تنگدستی میں۔''

من فقه الرجل قصده فی معیشته (احمد) ''انسان کی دانشمندی میانہ روی اختیار

کرنے میں ہے۔

الاقتصاد فی النفقة نصف المعيشة (بیہقی) ''خرچ کرنے میں میانہ روی اختیار کرنا آدھی معیشت ہے۔''

اقتصادیات ومعاشیات کا خلاصہ ونچوڑ اس آدھی سطر میں جوامع الکلم کا مظہر ہے:

فصلى الله عليه وسلم تسليما كثيرا

ما عال من اقتصد (احمد) ''جس نے میانہ روی اختیار کی، وہ کبھی محتاج نہیں ہوتا۔''

مالی اعتدال

مالی اعتدال جود (سخاوت) ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے کے مطابق خرچ کرنا اعتدال ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

سخاوت

السخی قریب من اللّٰه قریب من الناس قریب من الجنة بعید من النار (ترمذی) ''سخی اللہ سے قریب ہے، لوگوں سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے، جہنم سے دور ہے۔''

مالی افراط وتفریط

مالی افراط اسراف وتبذیر ہے اور مالی تفریط بخل ہے افراط وتفریط دونوں ممنوع ہیں کیونکہ ان میں اعتدال باقی نہیں رہتا۔

اسراف وتبذیر

وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ○ (سورۃ الاعراف: 31) ''اور بے جا خرچ نہ کرو، اس (اللہ) کو خوش نہیں آتے بے جا خرچ کرنے والے۔''

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا○ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ وَكَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا○ (سورۃ بنی اسرائیل: 26، 27) ''اور مت اڑاؤ بے جا (فضول) بے شک اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔''

وَلَا تَجْعَلْ یَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا○ (سورۃ بنی اسرائیل: 29) ''اور نہ رکھ اپنا ہاتھ بندھا ہوا اپنی گردن کے

ساتھ اور نہ کھول دے اس کو بالکل کھول دینا پھر تو بیٹھ رہے الزام کھایا، ہارا ہوا۔''

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ ...... وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا ○ (سورۃ الفرقان:66) ''اور رحمان کے بندے وہ ہیں ...... جو کہ جب خرچ کرنے لگیں تو بے جا نہ اڑائیں اور نہ تنگی کریں اور ہے اس کے بیچ ایک سیدھی گزران۔''

فضول اور بے موقع خرچ کرنے کو اسراف کہتے ہیں اور معاصی ولغویات میں خرچ کرنا تبذیر ہے۔ مال کو اس طرح خرچ کرنا اضاعۃ المال ہے اور ناشکری ہے۔ انسان ناشکری کر کے ناشکرے شیطان کے مشابہ ہو جاتا ہے کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قوتوں کو معصیت الٰہی میں لگایا۔ انسان نہ اتنا کم خرچ کرے کہ کنجوس مکھی چوس کہلائے اور نہ طاقت سے زیادہ بے سوچے سمجھے خرچ کرے کہ تفویت حقوق اور ارتکاب حرام کا سبب بنے اور محسور (حسرت زدہ) ہو جائے۔ نہ اسراف نہ تبذیر اور نہ تقتیر ہو بلکہ میانہ روی اور اعتدال واقتصاد ہو۔

کفایت غریبوں کی ٹکسال ہے
جو مسرف ہے، آخر وہ کنگال ہے
بخیل و مسرف ہیں محروم دونوں
کہ دولت کو کرتے ہیں معدوم دونوں

کفایت شعاری اکتسابی وصف ہے جو علم وعقل، تجربے اور دور اندیشی سے حاصل ہوتی ہے۔

لایعنی

مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهٗ مَالَایَعْنِیْهِ (ترمذی) ''کسی کے اسلام کی خوبی یہ ہے (اچھا مسلمان وہ ہے) کہ وہ فضول (بے کار) کاموں کو چھوڑ دے۔''

اضاعۃ المال

حدیث قدسی ہے: **اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی ...... کره لَکُمْ ...... اضَاعَةَ الْمَال** (متفق علیہ) ''اللہ تعالیٰ کو مال ضائع کرنا ناپسند ہے۔''

کَانَ (رَسُوْل اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وسَلَّم) یَنْهٰی عَنْ اضَاعَةَ الْمَال (متفق علیہ) ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مال ضائع کرنے سے منع کرتے تھے۔''

اَلْحَلال لَایَحْتَمل السرف (حیٰوۃ المسلمین بحوالہ شرح السنۃ) ''حلال مال فضول خرچی کو برداشت نہیں کرتا۔''

بخل

وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۣ ○ الَّذِیۡ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ○ (سورۃ الھمزہ:1، 2) ''خرابی ہے ہر طعنہ دینے والے عیب چننے والے کی جس نے مال سمیٹا اور گن گن کر رکھا، خرچ نہیں کیا۔''

وَاَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ وَاسۡتَغۡنٰى ○ وَكَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰى ○ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡعُسۡرٰى ○ (سورۃ الیل:8 تا10) ''اور جس نے نہ دیا اور بے پرواہ رہا اور جھوٹ جانا بھلی بات کو سو اس کو ہم سہج سہج (آہستہ آہستہ) پہنچا دیں گے سختی میں۔''

وَلَا يَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ يَبۡخَلُوۡنَ بِمَاۤ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ هُوَ خَيۡرًا لَّهُمۡ بَلۡ هُوَ شَرٌّ لَّهُمۡ سَيُطَوَّقُوۡنَ مَا بَخِلُوۡا بِهٖ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ (سورۃ آلِ عمران:180) ''اور نہ خیال کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس چیز پر جو اللہ نے ان کو دی ہے اپنے فضل سے کہ یہ بخل بہتر ہے ان کے حق میں بلکہ یہ بہت برا ہے ان کی حق میں۔ طوق بنا کر ڈالا جائے گا ان کے گلوں میں وہ مال جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن۔''

اَلۡبخيۡل بَعيۡد مِّنَ اللّٰهِ بَعِيد مِنَ النَّاسِ بَعيۡد مِّنَ الۡجَنَّة قَرِيۡب مِّنَ النَّار وَالۡجَاهِل سَخِى اَحَبُّ اِلَى اللّٰه مِنۡ عَابد بَخِيل (ترمذی) ''بخیل اللہ تعالیٰ سے دور ہے، لوگوں سے دور ہے، جنت سے دور ہے، جہنم کے قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ کو جاہل سخی عابد بخیل سے زیادہ پسندیدہ ہے۔''

اَوَّل فَسَاد هَا (هٰذِهِ الۡاُمّة) الۡبُخۡل والامل (بیہقی) ''اس امت کی پہلی خرابی بخل اور دنیا کی آرزوئیں ہیں۔''

لَايَدۡخل الۡجَنَّة ...... بَخِيۡل (ترمذی) ''بخیل جنت میں نہیں جائے گا۔''

اللہ تعالیٰ کے حکم سے روزانہ دو فرشتے آ کر دعا و بددعا کرتے ہیں: **فَيُقُوۡلُ احدهُمَا اَللّٰهُمَّ اَعۡط منفقا خلفا وَيَقُوۡلُ الاخر اَللّٰهُمَّ اعط ممسكا تلفًا** (متفق علیہ) ''ان میں سے ایک کہتا ہے: اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدلہ عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے: اے اللہ! روکنے والے (بخیل) کے مال کو تباہ کر دے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے متعلق فرمایا: **وَلَا تَجِدُوۡنِیۡ بَخِيۡلًا** (بخاری) ''تم مجھے بخیل نہ پاؤ گے۔'' **وَلَسۡتَ ببَاخِل** (مسلم) ''اور میں بخیل نہیں ہوں۔''

حرص

مَا ذئبان جائعان ارسلا فی غنم با فسد لَهَا من حرص الْمَرُء علی الْمَال وَالشَّرف لدینہٖ (ترمذی) ’’دو بھوکے بھیڑیے جو بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیے جائیں، وہ ریوڑ میں اتنی خرابی نہیں کرتے جتنی خرابی آدمی کے دین کو مال اور جاہ کی حرص کرتی ہے۔‘‘

یھرم ابن اٰدم ویشب فیه اثنان الْحِرص عَلی الْمَال وَالْحرص علی العمر (بخاری) ’’آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن اس میں دو باتیں جوان رہتی ہیں: ایک مال کی حرص اور دوسری عمر کی زیادتی کی حرص۔‘‘

لَایزال قلب الْکَبِیر شابا فی اثْنَیْن فِی حب الدُّنْیا و طول الامل (بخاری) ’’بوڑھے کے دل میں دو باتیں جوان رہتی ہیں: ایک دنیا کی محبت اور دوسری لمبی آرزوئیں۔‘‘

لو کان لابْن اٰدم وادیان مِن مال لا بتغی ثالثا ولا یملا جوف ابن اٰدم اِلَّا التُّراب (بخاری) ’’اگر آدمی کے پاس دو وادیاں مال سے بھری ہوئی ہوں تو تیسری کو چاہے گا۔ آدمی کا پیٹ (خواہش) تو (قبر کی مٹی سے) بھرے گا۔‘‘

اِیَّاکُم والشح فَاِنَّمَا هلک من کان قَبْلکُمْ بالشح امرهم بالبخل فبخلوا (ابوداؤد) ’حرص وطمع سے بچو، اس لیے کہ تم سے پہلی قوم حرص وطمع سے تباہ ہوئیں۔ اسی حرص نے انہیں بخل کا حکم دیا چنانچہ وہ بخیل ہوگئے۔‘‘

شر ما فی رجل شح هالع (ابوداؤد) ’’انسان میں سب سے بری بات کڑھانے والی حرص ہے۔‘‘ (حریص ہر وقت مال کے بارے کڑھتا وگھلتا رہتا ہے) **وَاجمع الایاس مما فِیْ ایْدِی النَّاس** (احمد) ’’لوگوں کے مال کی تمنا نہ رکھنا۔‘‘

قناعت

قَدْ اَفْلَحَ من اسْلم ورزق کفافا وقنعه اللّٰه بما اتاه (مسلم) ’’وہ شخص کامیاب ہوگیا جو اسلام لایا اور وہ بقدر ضرورت رزق دیا گیا اور اللہ نے جو اسے دیا، اس پر اسے قانع بنا دیا۔‘‘ (رزق میں راضی ومطمئن کر دیا)

اذا نظر اَحدکُمْ اِلی من فضل علیه فِی الْمَال والخلق فلینظر الی مَنْ هُوَ اَسْفَل مِنْهُ (بخاری) ’’جب تم میں سے کوئی ایسے شخص کو دیکھے جو مال وجسم میں اس سے بڑھا ہوا ہے تو اسے چاہیے کہ ایسے کو دیکھے جو اس سے کمتر ہو‘‘ (اس طرح لالچ ختم ہوگی اور قناعت پیدا ہوگی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی آل کے لیے یہ دعا کی: **اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ رزق اٰلِ مُحَمَّد قُوتًا وَفِیْ روایۃ کفافًا** (بخاری) ''اے اللہ! محمد کی آل کا رزق بقدر کفاف ہو۔''

اَلْکَیِّس من دَان نَفْسه ورضی بالکفاف وعمل لما بعد الموت

''عقل مند آدمی وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور بقدر کفایت روزی پر خوش ہو جائے اور موت کے بعد کے لیے عمل کرے۔''

سادگی

اِنَّ الْبَذَاذۃ مِنَ الْاِیْمَان (ابوداؤد) ''سادگی ایمان کا جزو ہے۔''

نُھِیْنَا عَن التَّکَلُّف (بخاری) ''ہمیں تکلف سے منع کیا گیا ہے۔''

مَن تَرَکَ اللبَاس تواضعا للّٰہ وھو یقدر علیه دعاہ اللّٰہ یَوْم القیمۃ علی رؤوس الْاَشْھاد حَتّٰی یخیرہ من ای حلل الایمان شاء یلبسھا (ترمذی)

''جو شخص اللہ کی خاطر تواضعاً عمدہ لباس چھوڑ دے حالانکہ وہ پہن سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کے سامنے اسے بلا کر اختیار دیں گے کہ ایمانی لباس میں سے جو چاہو، پہن لو۔''

ایثار

وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (سورۃ الحشر:9) ''اور مقدم رکھتے ہیں (انصار) ان (مہاجرین) کو اپنی جان سے اگر چہ ہو اپنے اوپر فاقہ۔ اور جو بچایا گیا اپنے جی کے لالچ سے سو وہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔''

وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا ○ **اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِیْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا** ○ (سورۃ الدھر 9,8) ''اور کھلاتے ہیں کھانا اس (اللہ) کی محبت پر محتاج کو اور یتیم کو اور قیدی کو۔ ہم جو تم کو کھلاتے ہیں تو خالص اللہ کی خوشی چاہنے کو نہ تم سے ہم چاہیں بدلہ اور نہ چاہیں شکر گزاری۔''

ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے ایک چادر بطور ہدیہ لائی۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس چادر کی ضرورت بھی تھی۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے وہ چادر مانگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت کے باوجود وہ چادر انہیں دے دی۔ (بخاری) صحابی نے اپنے کفن کے لیے چادر مانگی تھی۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اوران کی اہلیہ رضی اللہ عنہا نے ایک مہمان کی مہمان نوازی عجیب انداز میں کی کہ وہ دونوں اوران کے بچے بھوکے رہے اور مہمان نے کھانا کھایا۔ صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: لَقَدْ عَجب اللہ مِنْ صنیعکما بضیفکما اللَّیْلة (متفق علیہ) ''اللہ تعالیٰ نے تمہاری مہمانی پسند کی ہے۔'' وَفِیْ رِوَایَة لَقَدْ ضحک اللّٰہُ ''اللہ تعالیٰ خوش ہوئے ہیں۔''

وسیلۂ رزق

اللہ تعالیٰ ہر فرد کی معاشی زندگی کا کفیل ہے، چاہے وہ کافر ہی کیوں نہ ہو بلکہ انسان تو اشرف المخلوقات ہے۔ ہر جاندار کی معیشت کے ذمہ کا اس نے وعدہ کیا ہے: وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا (سورۃ ھود:6) ''اور کوئی نہیں چلنے والا زمین پر مگر اللہ پر ہے اس کی روزی۔'' نَحْنُ نَرْزُقُکُمْ وَاِیَّاھُمْ (سورۃ الانعام) ''ہم رزق دیتے ہیں تم کو اور ان کو۔''

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب ۔۔۔ گبرو ترسا وظیفہ خورداری
دوستاں راہ کجا کنی محروم ۔۔۔ تو کہ با دشمناں نظر داری

وہ بغیر کسی ذریعہ اور واسطہ کہ ہر جاندار کو رزق پہنچا سکتا ہے لیکن اپنی حکمت کے تحت انسان کو انسان کے ذریعہ رزق پہنچاتا ہے۔ ایک کو دے کر دوسروں کے لیے واسطہ بناتا ہے۔ باہمی تعاون وتناصر کی روح پیدا کرنے کے لیے بعض کو بعض کا واسطہ بنا کر آزماتا بھی ہے اور جو اس آزمائش میں کامیاب ہو جائے، اسے نوازتا اور قابل اجر وثواب بناتا ہے۔

یہ کافرانہ سوچ ہے کہ جب اللہ نے انہیں محروم رکھا، ہم انہیں کیوں دیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ یَشَآءُ اللّٰہُ اَطْعَمَهٗٓ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○ (سورۃ یٰس: 47) ''اور جب کہیے ان کو خرچ کرو کچھ اللہ کا دیا۔ کہتے ہیں منکر ایمان والوں کو ہم کیوں کھلائیں ایسے کو کہ اللہ چاہتا تو اس کو کھلا دیتا تم لوگ تو بالکل بہک رہے ہو صریح۔''

قارون کو بھی جب کہا گیا کہ اس عطاء الٰہی سے اپنی آخرت سنوارو اور دنیا میں جیسے اللہ نے تم سے بھلائی کی، تم دوسروں کے ساتھ بھلائی کرو اور راہ خدا میں خرچ کرو تو اس کا جواب متکبرانہ تھا جس کی پاداش میں پکڑا گیا اور زمین میں دھنسا دیا گیا۔

لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ ○ وَابْتَغِ فِیْمَآ اٰتٰکَ اللّٰہُ الدَّارَ

الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ○ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ...... فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ (سورۃ القصص:76 تا 81)''اِترا مت اللہ کونہیں بھاتے اِترانے والے اور جو کچھ اللہ نے دیا ہے اس سے کما پچھلا گھر اور نہ بھول اپنا حصہ دنیا سے اور بھلائی کر جیسے اللہ نے بھلائی کی تجھ سے اور مت چاہ خرابی ڈالنی ملک میں اللہ کونہیں بھاتے خرابی ڈالنے والے۔ بولا یہ مال تو مجھے ملا ہے ایک ہنر سے جو میرے پاس ہے...... پھر دھنسا دیا ہم نے اس کو اور اس کے گھر کو زمین میں۔''

بسا اوقات اللہ تعالیٰ نہ کمانے والے کی وجہ سے ظاہراً کمانے والے کو رزق دیتے ہیں۔ یہی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھائی: كَان اخوان علي عَهد النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وسَلَّم وَكَانَ اَحَدُهُمَا يَأْتِي النَّبِى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وسَلَّم والْاٰخر يحترف فشكا الْمحترف اَخَاه لِلنَّبِّى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وسَلَّم فَقَالَ لَعَلَّكَ ترزق بهٖ (ترمذی)''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو بھائی تھے۔ ایک ان میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتا اور دوسرا کماتا تھا۔ کمانے والے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے بھائی کی شکایت کی (کہ کچھ نہیں کرتا)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہو سکتا ہے اسی کے سبب تمہیں رزق دیا جاتا ہو۔''

رشک بر کافر

کفار کی عیش و آرام والی زندگی اور مال و دولت کی ریل پیل سے متاثر نہیں ہونا چاہیے اور مومن کو کبھی رشک نہیں آنا چاہیے کہ بے صبری و ناشکری ہو جائے۔

فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ○ (سورۃ التوبہ:55)''سو تو تعجب نہ کر ان کے مال اور اولاد سے۔ یہی چاہتا ہے اللہ کہ ان کو عذاب میں رکھے ان چیزوں کی وجہ سے دنیا کی زندگی میں اور نکلے ان کی جان اور اس وقت تک کافر ہی رہیں۔''

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى○ (سورۃ طٰہٰ:131)''اور مت پسار اپنی آنکھیں اس چیز پر جو فائدہ اٹھانے کو دی ہم نے ان طرح طرح کے لوگوں کو رونق دنیا کی زندگی کی ان کو جانچنے کو

اور تیرے رب کی دی ہوئی روزی بہتر اور بہت باقی رہنے والی ہے۔''

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰـهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ○ (سورۃ بنی اسرائیل:18) ''جو کوئی چاہتا ہو پہلا گھر جلد دیں ہم اس کو اسی میں جتنا چاہیں پھر ٹھہرایا ہے ہم نے اس کے واسطے دوزخ داخل ہوگا اس میں اپنی برائی سن کر دھکیلا جا کر۔''

لَا تغبطن فاجرا بنعمته فَاِنَّک لَا تدری ما هُوَ لاق بعد موته ان له عند اللّٰه قَاتلا لَایموت یعنی النَّار (شرح السنۃ) ''کسی فاجر (فاسق وکافر) کو ملی نعمت پر ہرگز رشک نہ کرنا، اس لیے کہ تمہیں معلوم نہیں کہ اس کی موت کے بعد کس کس مصیبت سے ملنے والا ہے۔ بے شک اس کے لیے اللہ کے پاس ایسا قاتل ہے جسے موت نہیں یعنی دوزخ کی آگ۔''

تحقیرِ دنیا

دنیا کا ساز وسامان اللہ کے ہاں بے قدر و قیمت ہے۔

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى (سورۃ النساء: 77) ''اے پیغمبر! کہہ دیجیے سرمایہ دنیا قلیل ہے اور آخرت بہتر ہے پرہیز گاروں کے لیے۔''

لَوْ كَانَت الدُّنيا تعدل عند اللّٰه جناح بعوضة ماسقى كافرا منها شربة (ترمذی) ''اگر دنیا کی قدر و قیمت اللہ کے ہاں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کافر کو ایک گھونٹ پانی کا بھی نہ دیتا۔''

فَوَاللّٰه للدُّنيا اهْون على اللّٰه من هٰذَا عليكم (مسلم) ''اللہ کی قسم! اللہ کے نزدیک دنیا اتنا بے قیمت ہے جتنا یہ مردار (بکری کا بچہ) تمہارے نزدیک بے قیمت ہے۔''

دعاء و درخواست

کسب حلال میں تگ ودو کرے اور حرام سے بچنے کی جدوجہد کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا و درخواست بھی کرے کہ ان کی توفیق کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔ چند مسنون دعائیں درج ذیل ہیں

1- **اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِىْ** ''اے اللہ! مجھے رزق دے۔''

2- **اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ فَقِيْرٌ فَارْزُقْنِىْ** ''اے اللہ! میں محتاج ہوں، مجھے رزق دے۔''

3- **اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ رِزْقًا طَيِّبًا** ''اے اللہ تعالیٰ! میں آپ سے پاکیزہ رزق کا سوال کرتا ہوں۔''

4- اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْغِنٰی ''اے اللہ! میں آپ سے سیر چشمی مانگتا ہوں۔''
5- اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ ''اے اللہ! میرے رزق میں برکت دے۔''
6- اَللّٰهُمَّ قَنِّعنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْهِ ''یا اللہ! مجھے قناعت دے اس میں جو تو نے مجھے دیا اور اس میں میرے لیے برکت دے۔''
7- اَللّٰهُمَّ طیب لِیْ کَسبِیْ وَقنعنی بِمَا رَزَقْتَنِیْ ''اے اللہ! میری آمدنی کو حلال رکھ اور جو تو نے مجھے دے رکھا ہے، اس پر مجھے قانع کر دے۔''
8- اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مِنْ فَضْلِکَ وَلا تحرمنا رزقک وبارک لَنَا فِیْمَا رزقْتَنَا وَاجْعل غنَاء نا فِیْ اَنْفُسِنَا وَاجْعَل رغبتنا فِیْمَا عندک ''اے اللہ ہمیں نصیب کر اپنا فضل اور ہمیں اپنے رزق سے محروم نہ رکھ اور جو رزق تو نے ہمیں دیا، اس میں برکت دے اور ہمارے دلوں کو غنی کر دے اور جو کچھ تیرے پاس ہے، اس کی طرف ہمیں رغبت دے دے۔''
9- اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ ثَمرِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مُدنَا ''اے اللہ! تو ہمارے پھلوں میں برکت دے اور ہمارے شہر میں برکت دے اور ہمارے صاع میں برکت دے اور ہمارے مد میں برکت دے۔'' (صاع، مُد یہ دونوں پیمانوں کے نام ہیں)
10- اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُکَ غنَای وَغنَا مَوْلَای ''اے اللہ! میں آپ سے اپنی اور اپنے متعلقین کی سیر چشمی کا سوال کرتا ہوں۔''
11- اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رضی مِنَ الْمَعِیْشَةِ بِمَا قسمت لِیْ ''اے اللہ! میں آپ سے اس چیز پر رضامندی کا سوال کرتا ہوں جو تو نے معاش میں سے میرے حصہ میں کر دی ہے۔''
12- اَسْئَلک یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام اَنْ تَسْتجِیْب لَنَا دَعوتنَا وَاَنْ تعطِیْنَا رَغبتنَا وَان تغنینا عَمَّنْ اغنیته عَنَّا مِنْ خَلْقِکَ ''اے صاحب عزت و جلال! میں تجھ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ تو ہمارے حق میں ہماری دعا قبول کر لے اور تو ہماری خواہشیں پوری کر دے اور تو نے اپنی مخلوق میں سے جن کو جس سے غنی کر دیا ہے ان سے ہم کو بھی غنی کر دے۔
13- اَللّٰهُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ

سِوَاکَ ''یا اللہ! مجھے اپنا حلال رزق دے کر حرام روزی سے بچالے اور اپنے فضل سے مجھے اپنے ماسوا سے بے نیاز کردے۔''

14- **اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِىْ مِسْكِيْنًا وَّاَمِتْنِىْ مِسْكِيْنًا وَّاحْشُرْنِىْ فِىْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ** ''اے اللہ! مجھے مسکین بنا کر زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں موت دے اور مسکینوں ہی میں مجھے اٹھا۔''

15- **اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَوْسع رِزْقِكَ عَلٰى عِنْد كِبَرِ سِنِىْ وَانقطاع عمرِىْ** ''یا اللہ میرا رزق خوب فراخ کر دینا میرے بڑھاپے میں اور میری عمر کے ختم ہونے کے وقت۔''

16- **اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفَاقَةِ** ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں فاقہ سے۔''

17- **اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُوْعِ فِاَنَّهٗ بِئْسَ الضَجِيْعِ** ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں بھوک سے کہ وہ بری ہمنشین ہے۔''

18- **اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ كُلِّ فَقْرٍ يُنْسِيْنِىْ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ كُلِّ غِنىً يُطْغِيْنِىْ** ''اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں ہر ایسے فقر سے جو مجھے ہول میں ڈال دے اور پناہ میں آتا ہوں ہر ایسی دولت سے جو میرا دماغ چلا دے۔''

19- **اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ** ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں بخل سے۔''

محاسبہ واحتساب

مِنْ اَيْنَ اكتَسبهٗ؟ وَفِيْمَا انْفَقَهٗ؟

اللہ تعالیٰ نے حلال کمانے کا حکم دیا ہے اور حلال ذرائع بھی بتلائے ہیں۔ ایسے ہی خرچ کرنے کا حکم بھی دیا ہے اور اس کے ذرائع بھی بتائے ہیں۔ باقی احکامات کی تفصیلات کی طرح معاشیات کی اصول وضوابط بتلا کر آخرت کی طرف رُخ موڑ دیا کہ مالیات کے متعلق روز قیامت سوال ہوگا کہ مال کہاں سے، کیسے کمایا؟ حلال طریقے سے یا حرام طریقے سے؟ ایسے ہی خرچ کے متعلق سوال ہوگا کہ کہاں خرچ کیا؟ ضروریات میں یا فضولیات میں؟ یہ ان کا فضل واحسان ورحم وکرم ہے کہ مالیات کے متعلق پہلے سے بتلایا کہ دوسوال ہوں گے، اس میں سو فیصد کامیابی حاصل کرنا تمہارا کام ہے۔

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِىْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ○ (سورۃ الانبیاء -1)

''نزدیک آ گیا لوگوں کے ان کے حساب کا وقت اور وہ بے خبر ٹلا رہے ہیں۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے: **حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا** ''اس سے پہلے کہ تمہارا حساب لیا جائے، تم اپنا حساب یہاں دنیا میں لے لو۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: **لَا تَزُوْلُ قدما عبد یَوْم الْقِیٰمَةِ حتّٰی یسئل عن عمرہٖ فِیْمَا افناہ وَعَن علمهٖ فِیْمَا فعل فِیْهِ وَعَنْ ماله مَنْ اَیْنَ اکتسبهٗ و فِیْمَا انفقه وعَنْ جسمهٖ فِیْمَا ابلاہ** (ترمذی) ''روز قیامت کوئی بندہ اپنی جگہ سے ہل نہ سکے گا جب تک اس سے پوچھ نہ لیا جائے، اس کی عمر کے بارے میں کہ اسے کہاں کھپایا اور اس کے علم کے بارے میں کہ اس پر کتنا عمل کیا اور اس کے مال کے بارے میں کہ کیسے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور اس کے جسم کے بارے میں اسے کہاں پرانا کیا؟

✻ ملکی واجتماعی نظام معیشت ✻

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ انفرادی اعتبار سے ہر ہر فرد اور اجتماعی اعتبار سے پورے معاشرے کے لیے ہدایات اس میں موجود ہیں۔ ہر فرد اکائی ہے اور کئی اکائیوں کے مل جانے کو اجتماع کہتے ہیں۔ افراد کے اس اجتماع کو معاشرہ کہا جاتا ہے۔ ہر فرد تن تنہا زندگی نہیں گزار سکتا بلکہ اسے دوسروں کے تعاون و تناصر کی ضرورت پڑتی ہے۔ ایسے ہی معاشرتی زندگی کے لیے باہمی تعاون و تناصر کی ضرورت اس سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ معاشرتی اور اجتماعی نظم کے لیے کسی کو امیر بنانا پڑتا ہے۔

امیر

اسلام میں اس کی تعلیم دی گئی ہے چنانچہ افراد کے ایک چھوٹے اجتماع جسے خاندان کہتے ہیں، جب وہ گھر میں ہوگا تو اس کا نظم کیا ہوگا، اس کا امیر کون ہوگا؟ اس کے متعلق ارشاد نبوی ہے کہ

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَّسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ اَلرَّجُل رَاعٍ فِیْ اَهْلِهٖ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالْمَرْأَةُ رَاعِية فِیْ بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُوْلة عَنْ رَّعِيَّتِهَا (متفق علیہ) ''تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی نگہبانی کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ مرد اپنے اہل وعیال (گھر) کا نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعیت (اہل وعیال) کے بارے میں پر باز پرس ہوگی اور عورت اپنے خاوند کے گھر میں نگہبان ہے اور وہ اپنی رعیت (ذمہ داری) کے بارے میں پوچھی جائے گی۔''

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ (سورۃ النساء:34) ''مرد حاکم ہیں عورتوں پر۔''

سفر میں بھی امیر بنانے کی ہدایت دی گئی ہے۔

اِذَا خَرَجَ ثَلَا ثَۃ فِیْ سَفَر فَیو مرُوْا اَحَدھُمْ (ابوداوٗد) ''جب تین آدمی سفر کو نکلیں تو انہیں چاہیے کہ اپنے میں سے کسی کو امیر بنالیں۔''

ایسے ہی جب مسلمانوں کا ایک ملک ہو تو اس میں بھی امیر ہوگا۔

اَلْاِمَامُ رَاعٍ وَّمَسْئُوْل عَنْ رَّعِیَّتِہٖ (متفق علیہ) ''امام (حاکم، خلیفہ، سلطان، امیر، ملک، راع، یہ نام احادیث میں مستعمل ہیں) نگہبان ہے اور وہ اپنی رعیت (عوام) کے متعلق پوچھا جائے گا۔''

شوریٰ

مسلمان جب کسی کو اپنا امیر بنالیں گے تو وہ بھی تن تنہا اپنے فرائض کو سرانجام نہیں دے سکتا۔ امور امارت کو سرانجام دینے کے لیے اسے تعاون وتناصر کی ضرورت ہے لہٰذا وہ اہل شوریٰ کا نظم کرے گا اور ان کی مشاورت سے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرے گا۔

جملہ امور امارت میں سے مالیات کا بھی ایک شعبہ ہے۔ ملکی معیشت کو وہ کیسے سنبھالے گا؟ آئندہ اوراق میں اسی کا ذکر مقصود ہے۔

پچھلے اوراق میں انفرادی اعتبار سے ہر شخص کی مالی آمد وخرچ کا ذکر تھا کہ وہ کیسے کمائے اور کیسے اور کہاں خرچ کرے؟ آئندہ اوراق میں اجتماعی وملکی اعتبار سے آمد وخرچ کا ایک اجمالی خاکہ ذکر کیا جائے گا۔

بیت المال

اسلامی معاشی نظام میں ایک مقام کو مالیات کے لیے مختص کیا جاتا ہے، اسی میں مالی آمد کو محفوظ کیا جاتا ہے اور پھر بوقت ضرورت اسے خرچ کیا جاتا ہے۔ ضرورت کے تحت ایک مرکزی بیت المال کے علاوہ اس کی شاخیں بنائی جاتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دور اقدس میں مسجد نبوی کے صحن میں ایسا مال جمع کیا جاتا اور اسے وہیں سے خرچ کردیا جاتا ہے اور اس کے ذمہ دار حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مکان بیت المال کے لیے خاص کیا تھا لیکن اس میں مال رکھنے کی نوبت کم ہی آتی تھی، اکثر خالی رہتا تھا کیونکہ جو مال آتا تھا، اسی وقت تقسیم کردیا جاتا تھا البتہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں مدینہ طیبہ میں ایک وسیع عمارت بیت المال کی بنائی گئی۔ باقی علاقوں میں بھی ایسا کیا گیا۔ خزانچی وپہرے دار مقرر ہوئے۔

٭ حکومتی آمدن ٭

زکوٰۃ

مال دوطرح کا ہوتا ہے، ایک وہ جو سب کو نظر آرہا ہوتا ہے اور دوسرا وہ جس کا پورا علم صاحب مال کو ہوتا ہے۔ جو مال ظاہر نہیں ہوتا، اس کی زکوٰۃ کی ادائیگی صاحب مال خود ادا کرے گا البتہ وہ بیت المال میں جمع کرادے تو یہ بھی جائز ہے اور جو مال ظاہر ہوتا ہے، اس کی زکوٰۃ حکومت وصول کرے گی اور مصارف زکوٰۃ پر خرچ کی جائے گی۔

مویشی (بکری، بھیڑ، گائے، بھینس، اونٹ) اور زرعی پیداوار (غلے۔ پھل) مال ظاہر ہیں۔ سونا، چاندی اور مال تجارت مال باطن ہے۔

جس مال کے حصول میں مشقت زیادہ ہے، اس میں زکوٰۃ کم ہے جیسے سونا، چاندی اور مال تجارت، ان میں چالیسواں حصہ ہے اور جس مال کے حصول میں محنت کم ہے، اس میں زکوٰۃ زیادہ ہے جیسے زرعی پیداوار میں دسواں یا بیسواں حصہ ہے (زرعی زکوٰۃ کو عشر سے معنون کیا جاتا ہے، اسے زکوٰۃ الارض بھی کہتے ہیں)

عشر

زرعی پیداوار اگر بارش کے پانی یا چشمے سے ہوئی ہو تو اس کی زکوٰۃ دسواں حصہ ہے کیونکہ محنت ومشقت کم ہے۔ پیداوار اگر کنویں یا ٹیوب ویل اور نہر کے پانی سے ہوئی ہے تو اس کی زکوٰۃ بیسواں حصہ ہے کیونکہ کسان کی محنت ومشقت اور خرچ زیادہ ہے۔

نوٹ: زکوٰۃ کے متعلق پہلے بھی بیان ہو چکا ہے، اسے ملاحظہ فرمائیں۔

وَفِيٓ اَمۡوَالِهِمۡ حَقٌّ لِلسَّآئِلِ وَالۡمَحۡرُوۡمِ (سورۃ الذاریات-19) ''اور ان کے مال میں حصہ تھا مانگنے والوں کا اور ہارے ہوئے (محتاج) کا۔''

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡٓا اَنۡفِقُوۡا مِنۡ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبۡتُمۡ وَمِمَّآ اَخۡرَجۡنَا لَكُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ (سورۃ البقرۃ: 267) ''اے ایمان والو! خرچ کرو ستھری چیزیں اپنی کمائی میں سے اور اس چیز میں سے کہ جو ہم نے پیدا کیا تمہارے واسطے زمین سے۔''

كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ (سورۃ الانعام: 141)
''کھاؤان کے پھل میں سے جس وقت پھل لاویں اورادا کروان کا حق جس دن ان کو کاٹو۔''

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وسَلَّمَ فِيْمَا سَقت السَّمَآء وَالْعُيُوْن اَوْ كَانَ عثريا الْعشر وَمَا سقى بالنضح نصف الْعشر (بخاری) ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشادفرمایا: جس زمین کی آب پاشی بارشی چشمے یا نہر (جس کا مالیہ نہ دیا جاتا ہو) سے کی گئی ہوتو پیداوار کا دسواں حصہ ہے اور کنویں سے آب پاشی کی گئی ہوتو بیسواں حصہ ہے۔''

مویشی

وَلَا فِيْمَا دُوْن خمْس ذود صَدَقه (مسلم) ''پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔''

فَاِذَا بلغت خَمْسًا ففِيْهَا شَاةٌ (بخاری) ''جب پانچ اونٹ ہوں تو ایک بکری کی زکوٰۃ ہے۔''

وَفِی الْبَقَرِ فِیْ کُلِّ ثَـلاثِیْنَ تبیع (ابوداؤد) ''تیس گائے (وبھینس) پرزکوٰۃ ایک سالہ گائے ہے۔''

وَفِی الْغَنَمِ فِیْ کُلِّ اَرْبَعِیْنَ شَاۃ،شَاۃ اِلٰی عِشْرِیْنَ وَمِائَة (ابو داؤد) ''بکری وبھیڑ میں چالیس بکریوں پرزکوٰۃ ایک سالہ بکری ہے۔'' یہ نصاب ایک سوبیس بکریوں، بھیڑوں تک ہے۔

خراج

کافروں سے جنگ ہواور مسلمانوں کو فتح نصیب ہواور کافر صلح کریں تو مسلم حکمران ان زمینوں کو مفتوحین کے پاس رہنے دے تو ایسی زمینوں کو خراجی کہا جاتا ہے اوراس پر جومحصول (مالیہ) مقرر ہوتا ہے، اسے خراج کہا جاتا ہے۔حقیقت میں یہ فیئی کی ہی ایک قسم ہے جس کا ذکر آگے آتا ہے۔ خراج سال میں ایک دفعہ وصول کیا جاتا ہے۔

مَا اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ (سورۃ الحشر: 7) ''اور جو مال لوٹا یا اللہ نے

اپنے رسول پر بستیوں والوں سے، سو اللہ کے واسطے اور رسول کے اور قرابت والے کے اور یتیموں کے اور محتاجوں کے اور مسافر کے۔''

جزیہ

کافر جنگ میں مغلوب ہو کر اسلامی حکومت کو تسلیم کریں تو ان کی جان، مال اور آبرو کے تحفظ پر جو ٹیکس مالیہ مقرر کیا جاتا ہے، اسے جزیہ کہتے ہیں۔ جزیہ بھی سال میں ایک دفعہ وصول کیا جاتا ہے۔

قَاتِلُوا ...... حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صَاغِرُوْنَ ○ (سورۃ التوبہ: 29) ''لڑو (اہل کتاب سے) یہاں تک کہ وہ جزیہ دیں اپنے ہاتھ سے ذلیل ہو کر۔''

فَاِنْ هُمْ اَبوا فسلهم الجزية فَاِنْ هُمْ اَجَابُوا فَاقبل مِنْهُمْ وَكف عَنْهُمْ (مسلم) ''اگر وہ (دعوت اسلام پر) انکار کریں تو ان سے جزیہ طلب کرو۔ اگر وہ مان لیں تو ان سے جزیہ قبول کرو اور ان سے تعارض نہ کرو۔''

فئی

مسلمانوں سے مرعوب و مغلوب ہو کر کافر بغیر لڑائی کے مال چھوڑ بھاگیں یا صلح کے لیے تیار ہو جائیں تو ان سے حاصل شدہ مال کو فئی کہا جاتا ہے۔ خراج کے ذیل میں آیت فئی گزر چکی ہے۔

خمس غنائم

مسلمانوں کی لڑائی کافروں سے ہو اور کافر شکست کھا جائیں اور مال چھوڑ کر بھاگ جائیں تو جو ان کا مال ہوتا ہے، اسے مال غنیمت کہا جاتا ہے۔ پھر اس مال کے پانچ حصے کر دیے جاتے ہیں۔ چار حصے فاتحین و غانمین کو دیے جاتے ہیں اور پانچویں حصے کو خمس کہتے ہیں، اسے بیت المال میں جمع کر کے اس کے مصرف پر خرچ کیا جاتا ہے۔''

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ (سورۃ الانفال: 41) ''اور جان رکھو کہ جو کچھ تم کو غنیمت ملے کسی چیز سے سو اللہ کے واسطے ہیں اس میں سے پانچواں حصہ اور رسول کے واسطے اور اس کے قرابت والوں کے واسطے اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کے واسطے۔''

عُشور

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور میں یہ حکم جاری فرمایا کہ جب کوئی غیر مسلم، ذمی، مسلم تاجر اسلامی ملک کی سرحد میں مال تجارت لائے یا لے جائے (درآمد، برآمد) تو اس سے محصول (کسٹم) لیا جائے اور بیت المال میں جمع کرایا جائے۔

اموال فاضلہ

لاوارث مسلم، ذمی کا مال، دارالحرب فرار ہونے والے مرتد کا مال بیت المال میں جمع کرایا جاتا ہے، انہیں ضوائع بھی کہا جاتا ہے۔

معادن، دفائن، خزائن

دفینہ اجزائے زمین سے نہیں ہوتا۔ معدن اجزائے زمین میں سے ہوتا ہے۔ عمومی طور پر ذاتی زمین میں سے نکلنے والے دفینے پر خمس بیت المال میں جمع ہوتا ہے۔

وَفِی الرکَاز خمس (ترمذی) ''مال مدفون پر خمس ہے۔''

معدنیات میں سے بعض ذاتی زمین میں ہوں تو خمس نہیں اور بعض میں خمس ہے البتہ عشری، خراجی، صحرائی، پہاڑی زمین ہو تو خمس ہے اور بعض معدنیات میں خمس نہیں بھی ہے۔ تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے۔ **مَنْ شَآءَ فَلیرَاجع**۔ یہاں تو صرف اتنا مقصود ہے معادن، دفائن اور خزائن میں بھی بیت المال کا حصہ ہے۔

ضرائب

زمانۂ جنگ، قحط سالی، سیلاب یا کسی بھی ہنگامی صورت میں اہل ثروت سے ترغیباً یا بعض صورتوں جبراً حصول مال ضرائب کہلاتا ہے۔ یہ بھی بیت المال کی آمد کا ایک ذریعہ ہے۔

صدقات

صدقات واجبہ و نافلہ کا ذکر بیشتر ہو چکا ہے۔ ایسے ہی وقف فی سبیل اللہ کا ذکر بھی ہو چکا ہے اور یہ بھی بیت المال کی آمد کا ذریعہ ہیں۔

❋ مصارف بیت المال ❋

مردم شماری

بیت المال کے صحیح مصرف کے لیے مردم شماری انتہائی ضروری ہے تا کہ معلوم ہو سکے کہ مسلم، غیر مسلم، ذمی ومستامن کتنے ہیں، ان میں سے برسر روزگار اور بے روزگار کتنے ہیں، معطی و مستحق کتنے ہیں۔ مرد، عورتیں، بچے، معذور، دائمی مریض، بیوائیں، یتامیٰ، فقراء ومساکین وغیرہ کتنے ہیں۔ جب تک صحیح مردم شماری نہ ہو، معاشی مقاصد کی تکمیل نہیں ہوسکتی اور نہ ہی عدل وانصاف میں توازن رہتا ہے۔

مردم شماری کا یہ عمل نہ صرف مالیات میں بلکہ دیگر ملکی نظام میں بھی ضروری ہے اور اس میں مدد ومعاون ثابت ہوتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے دور میں کئی رجسٹر ہوتے تھے جن میں قبائل کا اندراج ہوتا۔ مکانات کی تفصیل جن کو ماہانہ وظائف دیے جاتے وغیرہ سب کا اندراج ہوتا تھا۔

وظائف وتنخواہ

اسلامی حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ملک کے ان افراد کی تکفل کی ذمہ داری لے اور ان کی معاشی زندگی کی ضامن ہو جو معاشی اعتبار سے قطعاً محروم ہوں یا وسائل کی کمی کی وجہ سے پریشان ہوں۔

ایسے ہی اسلامی حکومت کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ افراد جنہوں نے اپنے آپ کو حکومتی ذمہ داریوں کے لیے وقف کر دیا ہے، ان کا بھی معاشی تکفل کرے۔

اور اگر مال زیادہ ہو تو پھر ملک کے ہر فرد کا وظیفہ مقرر کریں تا کہ خوشحالی اور فارغ البالی ہو۔

قسم اول

اس قسم میں ہر وہ شخص شامل ہے جو محروم المعیشت ہے یا قلت مال کی وجہ سے پریشان ہے جیسے فقراء، مساکین، بیوہ، یتیم، معذور، دائمی مریض، کثیر العیال، ضعیف العمر، مقروض، مسافر، آفات ارضی وسماوی میں مبتلا اور جملہ رفاہی کام وغیرہ۔

قسم ثانی

اس قسم میں وہ افراد شامل ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو حکومتی ذمہ داریوں کے لیے وقف کر دیا ہے جیسے قضاۃ وعمال، فوجی، امام وغیرہ۔

قسم ثالث

ملک کا ہر فرد اس میں شامل ہے۔

قسم اول کے وظائف، زکوٰۃ، عشر، مسلم عشور اور مال غنیمت، کنز، رکاز خمس، صدقات واجبہ و نافلہ اور اموال فاضلہ سے دیے جاتے ہیں۔

قسم ثانی کی تنخواہیں اور دیگر حکومتی اخراجات خراج، جزیہ، عشور (کافر)، فئی، کراء الارض (کاشت پر دی گئی زمینوں کا محصول)، ضرائب سے دیے جاتے ہیں۔

قسم ثالث کو فئی سے وظائف دیے جاتے ہیں اور سب کو برابر تقسیم کیا جاتا ہے۔

نوٹ: زکوٰۃ و عشر کے علاوہ باقی محاصل میں سے غیر مسلم ذمی کی حاجات کو بھی پورا کیا جاتا ہے نیز جن مصارف کے متعلق قرآنی نص موجود ہو یا صراحتاً حدیث میں ذکر ہو، ان کے علاوہ باقی امور کے لیے مسلم حکمران اپنے صوابدید پر بھی خرچ کر سکتا ہے کیونکہ وہ مصارف نصوص کا محافظ اور باقی کا مجاز ہوتا ہے۔

نیز نظام حکومت کے جتنے محکمے ہیں، وہ اس میں شامل ہیں جیسے عدلیہ، تعلیم، دفاع، داخلہ، خارجہ، امن عامہ، خوراک وغیرہ۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ قسم اول (فقراء و مساکین وغیرہ) و ثانی (قضاۃ و عمال وغیرہ) کے علاوہ انفرادی و شخصی اعتبار سے ہر ایک کو وظیفہ و عطیہ دیا جائے تو لوگوں کی ایک بڑی تعداد کاہل و غافل ہو جائے گی اور زراعت، تجارت، صنعت و حرفت کو چھوڑ دے گی حالانکہ ان پر معیشت کا مدار ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واقعی درست ہے کہ افراد ملت ذاتی محنت اور ذرائع تحصیل معاش کو چھوڑ کر اپنا بوجھ صرف بیت المال پر ڈالیں تو یہ مملکت کی معاشی تباہی کا سبب ہوتا ہے لیکن اگر اسلامی اقتصادی نظام کو مکمل طور پر بنظر غور دیکھا جائے تو اسلام ذاتی محنت، تحصیل معاش کا سبق دیتا ہے اور اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ خود بھی کماؤ اور دوسروں کو بھی کھلاؤ۔

تاہم بیت المال میں خزانہ بہت ہے کہ کوئی چھوٹے سے چھوٹا مصرف بھی تشنہ تکمیل نہیں ہے تو اسلامی مزاج کے مطابق کہ مال و دولت میں جمود نہ ہو، اسلامی حکمران کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ فقراء، مساکین، قضاۃ و عمال کے علاوہ جملہ افراد امت پر اس زائد مال کو خرچ کرے تا کہ ان میں سے ہر ایک اپنے ذرائع آمدن کے علاوہ اس رقم سے بھی متمتع اور خوشحال ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسی طرح کے ایک سوال میں فرمایا تھا:

لَابُدَّ مِنْ هٰذَا قَدْ كثر فئی الْمُسْلِمِيْنَ (طبقات ابن سعد) ''یہ اس لیے بھی کرنا ضروری ہے کہ (بیت المال میں) مال فئی بڑھ گیا ہے۔

٭ توسیع وسائل معیشت ٭

اسلامی حکومت کے ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی معیشت کو مضبوط کرے۔ اگر معیشت کمزور ہونے لگے یا حفظ ما تقدم کے طور پر ایسے وسائل کو اختیار کرے جس سے معیشت مضبوط ہو اور اس میں گراوٹ یا کمزوری نہ آئے۔

زراعت

اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ زراعت کی طرف توجہ کرے اور روز بروز ترقی دے۔ کاشتکاروں کو ترغیب دے (کاشتکاری کے متعلق آیات و احادیث گزر چکی ہیں)۔ کاشتکاروں کی ضروریات کو پورا کریں، ان کی مشکلات اور زراعت کی رکاوٹوں کو دور کرے، لگان اور محصول میں تخفیف کرے، زراعت کے متعلق تمام مفاسد و مظالم اور بدعنوانیوں کا انسداد کرے، ارضی و سماوی آفات میں ان کی امداد کرے، اجناس و اثمار کی قیمت درست مقرر کرے، خود کفیل ہونے کی صورت میں زرعی پیداوار کو برآمد کرے، زراعت میں ترقی کے لیے دوسرے ممالک کے تجربوں سے فائدہ اٹھائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو خیبر کی پیداوار کی وصولی کے لیے بھیجا تو انہوں نے یہودیوں سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بھیجا ہے کہ میں پیداوار کو نصف نصف بانٹ دوں اور تم چاہو تو تم خود ہی نصف نصف بانٹ دو تو انہوں نے یہ سن کر کہا:

بِهٰذَا قَامَتِ السَّمٰوٰت وَالْاَرْض (کتاب الخراج) ”اسی عدل کی وجہ سے زمین و آسمان قائم ہیں“ نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک جگہ کے خراج کے متعلق فرمایا:

فَلَمْ نَحْمِلُهُمْ مَّا لَا يطِيْقُوْنَ وَلَمْ ناخذهُمْ من الخرَاج اِلَّا بما تَحْتَمِلُهٗ اَرْضهُمْ (کتاب الخراج) ”پس ہم ان پر ان کی طاقت سے زیادہ لگان مقرر نہیں کریں گے اور نہ ہی ان کی اراضی کی حیثیت سے زیادہ ان پر بوجھ ڈالیں گے۔“

ثُمَّ يخرج اِلَيْهِ عشرة مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَة وعشرة من اَهْل الْبَصرة يشهدون اربع شهادات بالله انه من طيب ما فيه ظلم مسلم ولا معاهد۔ (کتاب الخراج) ”دس افراد اہل کوفہ اور اہل بصرہ میں سے بلائے جاتے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس) وہ چار دفعہ شرعی قسم اٹھاتے کہ مال گزاری کسی مسلم و ذمی سے ظلم کر کے نہیں لی گئی۔“

حدیث قدسی ہے: **قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی ثلثة انا خصمهم یَوْم الْقِیٰمَةِ ...... ورجل استاجر اجیرا فاستو فی منه ولم یعطه اجره** (بخاری) ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: تین قسم کے لوگوں سے روز قیامت میں جھگڑا کروں گا۔ وہ جس نے کسی سے اجرت پر کام لیا اور کام پورا کرالیا مگر اس کی اجرت نہ دی۔

قَالَ رَسُوْل اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم اعطوا الاجیر اجره قَبْلَ اَنْ یجف عرقه (ابن ماجہ) ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مزدور کو اجرت اس کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو۔''

قَالَ رَسُوْل اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم لَاضرر وَلَا ضرار (احمد) ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (باہمی معاملات میں) نہ نقصان اٹھانا ہے اور نہ نقصان پہنچانا ہے۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں شام کی ایک زراعت فوج کے گزرنے کی وجہ سے تباہ ہوئی۔ کسان نے شکایت کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دس ہزار درہم معاوضہ دیا۔ (کتاب الخراج)

بنجر زمین

اسلامی حکومت اپنی معیشت کی وسعت کے لیے بنجر زمینوں کو آباد کرائے اور قابل کاشت بنائے اور خوشحالی لائے۔

من عمر ارضا لیست لاحد فهو حق بها (بخاری) ''جس نے ایسی زمین کو قابل کاشت بنایا جو کسی کی ملکیت میں نہیں ہے تو وہ شخص اس کی ملکیت کا مستحق ہے۔''

عادی الْاَرْض لِلّٰهِ وَلِلرسول ثُمَّ لکم من بعد فمن احیا ارضا میتا فهی له ولیس لمحتجر حق بعد ثلاث (الحدیث: کتاب الخراج)

افتادہ (غیر مملوکہ) زمین اللہ اور اس کے رسول (حکومت) کی ہے پھر ان کے بعد تمہارے لیے ہے پس جس نے اسے زندہ (قابل کاشت) کیا، وہ اسی کے ملک ہے اور تین سال تک کاشت نہ کرنے والے کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔

آب پاشی

زرعی ترقی کے لیے نظام آب پاشی از بس ضروری ہے، اس کے لیے ڈیم بنائے جائیں اور بوقت ضرورت دریاؤں میں پانی چھوڑ کر نہروں کے ذریعے دور دراز علاقوں تک پانی پہنچا کر زراعت میں ترقی حاصل کی جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں سینکڑوں نہریں کھدوائی گئیں اور زراعت کو ترقی دی گئی نیز ان کے حکم سے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ (گورنر مصر) نے نیل کو سمندر سے ملایا اور بحری راستے سے زرعی پیداوار و تجارتی سامان کو جدہ اور مدینہ منورہ تک پہنچایا۔

وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهٖ (سورۃ الفاطر: 12) ''اور تو دیکھے جہازوں کو اس (سمندر) میں کہ چلتے ہیں پانی کو پھاڑتے تاکہ تلاش کرو اس کے فضل سے۔''

تجارت

اسلامی اقتصادی نظام میں تجارت کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ بعض علماء کے نزدیک زراعت سے بھی زیادہ اہم ہے۔ آج کل کے دور میں وہی ملک ترقی یافتہ کہلاتا ہے جس کی تجارتی معیشت مضبوط ہو لہٰذا اسلامی حکومت کا فریضہ ہے کہ تجارت کو فروغ دے اور تاجروں کو ترغیب دے، ان کی حوصلہ افزائی اور مدد کرے۔ تجارت میں آنے والی مشکلات اور رکاوٹوں کو دور کرے۔ صحیح اصول تجارت کو اپنائے اور فاسد اصول تجارت سے اجتناب کرے، برآمدات کو بڑھائے اور ان کا دائرہ وسیع کرے۔ عالمی منڈیوں تک رسائی حاصل کرے نیز درآمدات پر محصول (کسٹم ڈیوٹی) لگائے۔ (تجارت بارے آیات و احادیث گزر چکی ہیں)

تجارتی بدعنوانیوں کا سدباب کرے، سود، قمار، ہنڈی، مجلس امداد باہمی (کواپریٹو سوسائٹیاں) کو روکے۔ منشیات کی تجارت کا قلع قمع کرے۔

صنعت وحرفت

وسائل معیشت بڑھانے میں صنعت وحرفت کا نمایاں کردار ہے۔ یہ بھی تجارت کے ساتھ منسلک ہے۔ پہلے زمانے میں دستکاری ہوتی تھی، اب مشین نے اس کی جگہ لے لی، تاہم دستکاری کی طلب اب بھی موجود ہے لہٰذا اسلامی حکومت موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق ملیں اور کارخانے لگائے یا لوگوں کو ترغیب دے۔ ان کے مسائل کو حل کرے۔ (دستکاری، صنعت وحرفت بارے آیات و احادیث گزر چکی ہیں)

سکہ (کرنسی)

ابتدائے اسلام میں سامان کے بدلے سامان اور پھر سونے چاندی کے ٹکڑوں سے لین دین ہوتا تھا، بعد میں رسید نے اس کی جگہ لی اور پھر نوٹ اس کے قائم مقام ہو گئے۔ اب یہی نظام زیادہ تر

چل رہا ہے لیکن روز بروز نت نئی کرنسی کی ایجاد ہو رہی ہے۔ اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اپنے سکہ کو مضبوط کرے، اس کی قدر کو گرنے نہ دے تاکہ معیشت مضبوط ہو اور کمزور نہ ہونے پائے۔

تعاون وتناصر

اسلامی حکومت کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ اپنی معاشی وسائل کو بڑھانے میں لوگوں کو ترغیب دے اور خود حکومت بھی تعاون و تناصر کا جذبہ پیدا کرے۔ انسان اکیلا تنہا زندگی نہیں گزار سکتا لہٰذا چھوٹے سے بڑے پیمانے تک تعاون وتناصر کی ضرورت ہے۔ عوام اور حکومت ایک دوسرے کے دست و بازو بنیں اور مالیات کے حوالے سے ایک دوسرے کی امداد کریں۔

زراعت، تجارت اور صنعت وحرفت میں وہ راہیں اختیار کریں جو **تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى** کا مصداق ہوں۔

چنانچہ مضاربت، شرکت صنائع (کمپنی)، قرض حسنہ، عاریت، امانت، ہبہ، ہدیہ، وصیت، وقف کو فروغ دیں۔

اسلامی وغیر اسلامی اقتصادی نظاموں کا موازنہ

نظام خالق اور نظام مخلوق کا موازنہ ایک بہت بڑی جسارت اور جرأت اور بے باکی ہے۔ اسلام کے اقتصادی نظام کے مقابلے میں دوسرے نظاموں کو پیش کرنا اسلامی اقتصادی نظام کی توہین ہے لیکن **تُعْرَفُ الْاَشْيَآءُ بِاَضْدَادِهَا** (چیزیں اپنی ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں) کے تحت اسلامی اقتصادی نظام کی حقانیت اور دیگر نظاموں کے بطلان کے لیے ایسا کرنا ناگزیر ہو جاتا ہے اور یہ رہنمائی بھی ہمیں قرآن مجید سے ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ خود توحید کو بیان فرما کر شرک کے بطلان کو بیان فرماتے ہیں۔ اپنی الوہیت کی حقانیت اور معبودان باطلہ کے بطلان کو مختلف انداز میں سمجھاتے ہیں نیز کفار کے شبہات، خدشات، اعتراضات اور لغویات کا جواب دیتے ہیں۔ درج ذیل عبارت اسی تناظر میں ہے کہ حق و باطل اور کھرے کھوٹے میں امتیاز ہو جائے۔

1- اسلامی اقتصادی نظام خالق کائنات کا بنایا ہوا ہے، غیر اسلامی نظام مخلوق کا بنایا ہوا ہے۔

2- خالق کا علم لامحدود ولا متناہی ہوتا ہے، اسے ماضی، حال واستقبال کا کامل علم ہوتا ہے۔ مخلوق کا علم محدود و ناقص ہوتا ہے۔ اس کے علم میں ماضی و حال کا محدود و ناقص علم تو ہوتا ہے لیکن استقبال کہ بارے جاہل مطلق ہوتا ہے، اس کی عقل بھی محدود ہوتی ہے۔ وہ نتائج اور ثمرات

سے جاہل ہوتا ہے۔

3- اللہ تعالیٰ کے وضع کردہ نظام میں لامحدود حکمتیں ہوتی ہیں جو انسانوں کی فطرت کے عین مطابق ہوتی ہیں۔ ان کے نفع وضرر کو مدنظر رکھا جاتا ہے جبکہ انسان کے وضع کردہ نظام میں انسانوں کے رجحانات کا خیال رکھا جاتا ہے، نفع وضرر سے صرف نظر کیا جاتا ہے۔

4- اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا معاشی نظام آفاقی اور پوری دنیا اور ہر ہر قوم وعلاقے اور زمانے کے سو فیصد مناسب ومطابق ہوتا ہے جبکہ انسان کا بنایا ہوا معاشی نظام خاص علاقے کے انسانوں کے مزاج اور اس زمانے کے موافق ومطابق ہوتا ہے، دوسرے علاقے یا آئندہ کے لیے ناموافق ہوتا ہے۔

5- اسلامی اقتصادی نظام میں صرف معاشی اصلاح وفلاح نہیں ہوتی بلکہ وہ معاش کے ساتھ ساتھ مذہبی، روحانی، اخلاقی، سیاسی ومعاشرتی رہنمائی کرتا ہے۔ غیر اسلامی نظام میں صرف معاشی واقتصادی اور مالیاتی صلاح وفلاح کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔

6- اسلامی اقتصادی نظام صرف دنیا ہی کی نہیں بلکہ آخرت کی بھی فکر دیتا ہے۔ غیر اسلامی نظام فکر آخرت سے یکسر خالی ہوتا ہے۔

7- اسلامی اقتصادی نظام بالکلیہ اعتدال پر مبنی ہے جبکہ غیر اسلامی میں افراط وتفریط ہے۔

8- اسلامی اقتصادی نظام مال ودولت کو مقصد زندگی بنانے سے منع کرتا ہے بلکہ اسے ضرورت کے درجے میں رکھتا ہے جبکہ غیر اسلامی نظام اسی کو مقصد حیات بتاتا ہے۔

9- اسلامی اقتصادی نظام میں حلال وحرام کی تمیز ہے جبکہ دیگر نظاموں میں تمیز نہیں ہے۔

10- اسلامی اقتصادی نظام میں یہ بنیادی نکتہ ہے کہ حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہیں، انسان مالک مجازی ہے جبکہ دیگر نظاموں میں اس نقطے کا نام ونشان تک نہیں بلکہ بعض تو اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات کا انکار کرتے ہیں۔

11- اسلامی اقتصادی نظام ذاتی وانفرادی ملکیت سے نہیں روکتا بلکہ اسے تسلیم کرتا ہے اور اس کا مکمل احترام کرتا ہے حتیٰ کہ دوسرے کے تصرف کو حرام قرار دیتا ہے لیکن اس مجازی ملکیت میں مکمل آزادی نہیں دی بلکہ آمد وخرچ کی پابندی لگائی اور روز قیامت اس کی جواب دہی کے متعلق ابھی سے بتلا دیا۔

اشتراکی نظام (سوشلزم) ذاتی وانفرادی ملکیت کا حق ہی نہیں دیتا اور اسے جرم قرار دیتا ہے

سرمایہ دارانہ نظام (کیپٹلزم) ذاتی وانفرادی ملکیت تسلیم کرتا ہے لیکن مالک کو اپنی دولت میں مطلقاً اختیار

دیتا ہے کہ تحصیل مال اور اس کے خرچ میں مکمل طور پر آزاد ہے۔

12- اسلامی اقتصادی نظام کی ابتداء مدینہ منورہ میں ہوئی۔ سرمایہ دارانہ نظام کی ابتداء انگلستان میں اور اشتراکی نظام کی ابتدا روس میں ہوئی۔

13- اسلامی اقتصادی نظام میں سود، شبہ سود، سودی لین دین اور قمار حرام ہے۔ دیگر نظاموں میں سودی لین دین اور قمار جائز ہے۔

14- اسلامی اقتصادی نظام میں محاصل کم سے کم ہے جبکہ دیگر نظاموں میں لگائے گئے ٹیکس گراں بار ہوتے ہیں۔

15- اسلامی اقتصادی نظام میں رہائشی مکان، استعمال کی گاڑی وغیرہ میں محاصل نہیں ہیں جبکہ دیگر نظاموں میں مکان، گاڑی وغیرہ پر ٹیکس ہے۔

16- اسلامی اقتصادی نظام میں بقدر آمدنی مصرف ہے۔ رعایا کی مصلحت، ضرورت اور سہولت و راحت کے مطابق ضروریات پر کفایت سے خرچ کا حکم ہے، فضولیات پر خرچ کی اجازت نہیں۔ دیگر نظاموں میں عمال حکومت کے مشاہروں، راحتوں، سہولتوں اور عیش وعشرتوں اور فضولیات میں خرچ کیا جاتا ہے۔

17- اسلامی اقتصادی نظام میں اگر کسی کو ضرورۃً قرض دیا جاتا ہے تو بلا سود دیا جاتا ہے۔ دیگر نظاموں میں قرض بلاضرورت بھی دیا جاتا ہے اور سود کے ساتھ دیا جاتا ہے بلکہ سود در سود تک معاملہ بڑھ جاتا ہے۔

18- اسلامی اقتصادی نظام میں تحصیلداروں کو محاصل کی وصولی میں نرمی اور عدل وانصاف کا حکم دیا جاتا ہے جبکہ دیگر نظاموں میں اس کی کمی کا احساس ہوتا ہے۔

19- اسلامی اقتصادی نظام میں مال و دولت کی حرص و لالچ حتیٰ کہ اشراف نفس (لالچی خیال) سے بھی منع کیا گیا ہے جبکہ دیگر نظاموں میں زیادہ سے زیادہ نفع کمانے کا درس دیا جاتا ہے۔ اجرت کم سے کم مقرر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ سرمایہ دار حاکم اور مزدور محکوم بن کر رہ جاتا ہے۔ ایسے حالات کے ردعمل، انتقامی جذبات اور ضد میں آکر سرمایہ دار سے دشمنی مول لے کر ذاتی ملکیت کا بھی انکار رہوا۔ سرمایہ دار کے ظلم کی وجہ سے یہ سوچ آئی کہ وہ امیر کیوں ہے اور ہم غریب کیوں ہیں، ہم امیر نہیں بن سکتے تو سب کو فقیر بنایا جائے۔

20- اسلامی اقتصادی نظام میں تفاوت رزق کو حکمت و مصلحت الٰہی بتایا جاتا ہے اور صبر وشکر کی تعلیم دی جاتی ہے جبکہ دیگر نظاموں میں یا تو سب کو مساوی مال دیا جاتا ہے یا حصول مال

میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی تعلیم دی جاتی ہے، اس ان میں **هَلْ مِنْ مَّزِيْد** کا نعرہ لگایا جاتا ہے۔ نفع بازی، فائدہ طلبی کی کوئی حد نہیں ہے۔

21- اسلامی اقتصادی نظام ذاتی وانفرادی تعیش کے بجائے انفرادی واجتماعی ضروریات کی کفالت کا اور سادگی کا درس دیتا ہے جبکہ دیگر نظاموں میں سے بعض تو انفرادی ملکیت کی نفی اور بعض تعیش کو بے لگام کر دیتے ہیں۔

22- اسلامی اقتصادی نظام میں حاجات اصلیہ ، مالی فرائض وواجبات سے جو مال بچے، اسے پس انداز کرنا جائز ہے مگر خلاف اولیٰ ہے جبکہ دیگر نظاموں میں ایسا نہیں ہے۔

23- اسلامی اقتصادی نظام کی تعلیم یہ ہے کہ مال ایک خدائی امانت ہے، صاحب مال کی یہ دولت غرباء کے لیے باعث رحمت بنے، باعث زحمت نہ بنے جبکہ دیگر نظاموں میں دولت باعث زحمت بنتی ہے۔

24- اسلامی اقتصادی نظام باہمی اخوت و ہمدردی، مساوات ومواسات اور باہمی تعاون وتناصر کی تعلیم دیتا ہے، طبقاتی جنگ اور محنت وسرمایہ کے عدم توازن سے منع کرتا ہے جبکہ دیگر نظاموں میں دولت واسباب دولت ذاتی وانفرادی یا قومی ملکیت میں سمٹ کر رہ جاتی ہے۔

25- اسلامی اقتصادی نظام میں ہے کہ جو جتنا کمائے گا، اتنا انفاق بھی کرے گا۔ ہر کمانے والا صرف اپنے لیے نہیں بلکہ قوم کے ہر فرد کے لیے کمائے گا۔ یہ نہ ہوگا کہ ایک طبقہ کی کمائی دوسرے طبقہ کے لیے محتاجی ومفلسی کا ذریعہ بن جائے جیسا کہ دیگر نظاموں میں ہے۔

26- اسلامی اقتصادی نظام میں ہر فرد اپنی اسلامی حکومت کی اور اسلامی حکومت اپنی رعایا کے ہر فرد کی مالی مدد کرتی ہے۔ یہ نظام نہ افراد کی انفرادی حقوق کو سلب کر کے جمود وتعطل پیدا کرتا ہے اور نہ افراد کو اسلامی حکومت سے الگ کر کے آزاد چھوڑتا ہے۔ انفرادی معیشت اجتماعی معیشت کے بغیر اور اجتماعی معیشت انفرادی معیشت کے بغیر نہیں چل سکتی۔

قرآن مجید میں نماز کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کا ذکر ایک خاص پیغام بھی دیتا ہے کہ انفرادی اصلاح کے لیے نماز اور اجتماعی اصلاح کے لیے زکوٰۃ بہتر ہے۔

27- سرمایہ دارانہ نظام میں دولت اور اشتراکیت (سوشلزم) میں محنت اصل ہے لیکن اسلامی اقتصادی نظام میں اللہ تعالیٰ کی ملکیت اور اس کا حکم اصل ہے کہ زمین بھی اسی کی، تمام مادی اشیاء بھی اسی کی اور خود انسان بھی اسی کا ہے۔ اس کے اعضا کی محنت بھی اسی کے مرہون منت ہے کہ اے انسان! تیرا وجود، تیری حیات مجازی ہے لہٰذا تیری ملکیت بھی مجازی ہے۔

28- اسلامی اقتصادی نظام میں ہر شخص اللہ کا غلام ہوتا ہے، اشتراکیت میں حکومت اور سرمایہ دارانہ نظام میں نفس کا غلام ہوتا ہے۔

29- اسلامی اقتصادی نظام میں اسلامی حکومت اللہ کی نائب، مخلوق کے سامنے فی الوقت جواب دہ اور ہر فرد کے معاش کی متکفل ہوتی ہے، حاکمیت کی جگہ خدمت خلق اس کا نصب العین ہوتا ہے۔ دیگر نظاموں میں بالکلیہ یا جزوی طور پر یہ باتیں مفقود ہوتی ہیں۔

30- اسلامی اقتصادی نظام محاسن اور خوبیوں سے بھرپور ہے اور دیگر نظام معائب و نقائص سے بھرپور ہیں۔

❋ ...... ❋ ...... ❋

❋ ماٰخذ ❋

1- قرآن مجید: ترجمہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ

2- تفسیر عثمانی: حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

3 - معارف القرآن: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ

4- ریاض الصالحین: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ

5- معارف الحدیث: حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

6- اسلام کا اقتصادی نظام: حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ

7- دستور اسلام: حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

8- حجۃ اللہ البالغۃ: حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

9- حصن حصین: علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ

10- مناجات مقبول: حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

11- اسوۂ رسول اکرمؐ: حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمۃ اللہ علیہ

12- صدیق اکبر: حضرت مولانا سعید احمد اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ

13- الفاروق: علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

14- جواہر الحکم: حضرت مولانا محمد بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

☆☆☆☆☆☆